نمازِ وتر

وتر کا معنیٰ طاق ہے، اللہ وحدہٗ لاشریک کو وتر محبوب ہے، بہت سارے اعمال میں بھی وتر (طاق عدد) پسند کیا گیا ہے، جیسا کہ پانچ نمازیں، وضو کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھونا، طواف کعبہ کے سات چکر، صفا و مروہ کی سعی میں سات چکر، جمرات کو سات کنکریاں مارنا، تین ایام تشریق اور استنجا میں کم از کم تین پتھروں کا استعمال وغیرہ۔ شریعت نے ''وتر'' کے نام سے مستقل ''نماز'' مشروع قرار دی ہے، وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعات تک مسنون ہیں، نبی کریم ﷺ سفر و حضر میں نمازِ وتر کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس سے ان کی اہمیت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس کے احکام و مسائل آئندہ صفحات میں ہدیہ قارئین کیے جا رہے ہیں:

نماز وتر سنت ہے

1 عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

«إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ، وَلَكِنَّهُ سُنَّةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ»

''وتر فرض نماز کی طرح نہیں بلکہ سنت ہے، البتہ تم اسے چھوڑو مت۔''

(مسند الامام احمد:۱/۱۰۷، سنن الدارمی:۱۶۲۰، واللفظ له، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(اتحاف الخیرۃ المهرة:۱۷۳۲)

2 عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَمْرٌ حَسَنٌ ،عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ»

''یہ اچھا کام ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے بھی ادا کیا تاہم یہ واجب نہیں۔''

(المستدرك على الصحيحين للحاكم:۱/۳۰۰، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۶۸) نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۰۰) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

3 عبداللہ بن صنابحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ :عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ»

''ابو محمد کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو محمد کو غلط فہمی ہوئی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، انہیں وقت پر ادا کیا، ان کے رکوع اطمینان سے کیے اور خشوع وخضوع کا خیال رکھا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمائے گا اور جو شخص ایسے نہ کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں، اگر وہ چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔''

(مسند الامام أحمد:٥/٣١٧، سنن أبی داوٗد:٤٢٥، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ جَیِّدٌ»

''اس کی سند حسن اور جید ہے۔''

(جامع المسانید والسنن:٤/٥٥٩، ح:٥٧٦٣)

4 سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں آٹھ رکعات (تراویح) اور وتر پڑھائے، جب اگلی رات آئی، تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے، ہمیں اُمید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، لیکن صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے، پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مسجد میں یہ امید لے کر جمع ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنِّی خَشِیتُ أَوْ کَرِهْتُ أَنْ یُکْتَبَ عَلَیْکُمُ الْوِتْرُ»

''میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم پر وتر فرض ہی نہ ہو جائیں۔''

(صحیح ابن خزیمة:۱۰۷۰، صحیح ابن حبان:۲٤۰۹، وسندہٗ حسنٌ)

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«یَدُلُّ هٰذَا الْحَدِیثُ عَلٰی أَنَّ الْوِتْرَ وَقِیَامَ اللَّیْلِ غَیْرُ مَکْتُوبٍ فَرْضُهُ عَلَی النَّاسِ»

''اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں پر وتر اور قیام اللیل فرض نہیں۔''

(الاوسط:۱٦۸/۵)

5 سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجد کی طرف سے ایک پراگندہ بالوں والا آدمی آیا، ہم اس کی گنگناہٹ سن رہے تھے، اس کی بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور اسلام کے بارے میں سوال کرنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، اس نے عرض کی: کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کوئی نماز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ»

''نہیں! سوائے اس کے کہ تو نفلی نماز پڑھے۔''

(صحیح البخاری:٤٦، صحیح مسلم:۱۱)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«فَأَعْلَمَ النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَا زَادَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَی الْخَمْسِ فَهُوَ تَطَوُّعٌ»

”نبی مصطفیٰ ﷺ نے بتا دیا کہ جو پانچوں نمازوں سے زائد ہوگی، وہ نفلی نماز ہے۔“

(صحیح ابن خزیمہ:۱۳٦/۲)

6 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

«وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ»

”رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے، چاہے وہ جس طرف بھی منہ کر لیتی، نیز آپ ﷺ سواری پر وتر ادا فرما لیتے تھے، لیکن فرض نماز اس پر نہ پڑھتے۔“

(صحیح البخاری:۱۰۹۸، صحیح مسلم:۳۹/۷۰۰)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ ,خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ,وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ

”یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ وتر نفل ہیں، بخلاف اس شخص کے جو اہل علم سے علیحدہ ہو گیا ہے، اور سنت کی مخالفت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وتر فرض ہے۔“

(الاوسط:۲٤۷/۵)

7 مسلم مولی عبد قیس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سے پوچھا:

«أَرَأَيْتَ الْوِتْرَ أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ :مَا سُنَّةٌ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ ، قَالَ :لَا أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ :مَهْ، أَوَ تَعْقِلُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ»

''آپ کی رائے کے مطابق وتر سنت ہے؟انہوں نے جواب دیا: سنت کا کیا مطلب؟ نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان اسے پڑھتے ہیں، اس نے کہا: میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا، بلکہ یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وتر سنت ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رُکو! کیا تمہاری عقل کام کرتی ہے؟ میں کہہ تو رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان پڑھتے ہیں۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:٢/٢٩٥،١٤/٢٣٦،مسند الامام أحمد:٢/٢٩،وسندهٗ صحیحٌ)

لطیفہ:

عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ ، أَوْ سُئِلَ أَبُو حَنِيفَةَ ، عَنِ الْوِتْرِ ؟ فَقَالَ : فَرِيضَةٌ ، فَقُلْتُ ، أَوْ فَقِيلَ لَهُ :فَكَمِ الْفَرْضُ ؟ قَالَ :خَمْسُ صَلَوَاتٍ ، فَقِيلَ لَهُ :فَمَا تَقُولُ فِي الْوِتْرِ ؟ قَالَ :فَرِيضَةٌ ، فَقُلْتُ ، أَوْ فَقِيلَ لَهُ :أَنْتَ لَا تُحْسِنُ الْحِسَابَ»

''میں نے یا کسی اور نے امام ابوحنیفہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا،تو

وہ کہنے لگے: فرض ہے، ان سے پوچھا گیا: فرض نمازیں کتنی ہیں؟ جواب دیا: پانچ، سائل نے کہا: پھر وتر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا: فرض ہے، سائل نے کہا: پھر آپ کو حساب صحیح نہیں آتا۔"

(صحیح ابن خزیمہ:۱۳۵/۲۔۱۳۶، وسندہٗ صحیحٌ)

8 امام عامر شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص وتر بھول جائے، وہ کیا کرے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

«لَا يَضُرُّهُ، كَأَنَّمَا هُوَ فَرِيضَةٌ»

"اسے کچھ نقصان نہیں، وہ کوئی فرض جیسی ہے؟۔"

(مصنف ابن ابی شیبة:۲۹۵/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

وجوبِ وتر کے قائلین کے دلائل کا جائزہ

1 سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا»

"وتر حق ہے، پس جو شخص وتر نہ پڑھے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں، وتر حق ہے، پس جو شخص وتر نہ پڑھے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں، وتر حق ہے، پس جو شخص وتر نہ پڑھے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔"

(مسند الامام أحمد:۳۵۷/۵، سنن أبی داوٗد:۱۴۱۹، المستدرك على الصحيحين للحاكم:۳۰۵/۱)

تاریخ بغداد للخطیب (۱۷۵/۵) میں «اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ» کے الفاظ ہیں۔

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ ابومنیب عتکی (حسن الحدیث) کی روایت عبداللہ بن بریدہ سے منکر ہوتی ہے، یہ روایت بھی انہی سے ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَا أَنْكَرَ حَدِيْثُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ وَأَبِى الْمُنِيْبِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ»

''حسین بن واقد اور ابومنیب کی روایت عبداللہ بن بریدہ سے کس قدر منکر ہوتی ہے۔''

(العلل ومعرفة الرجال:٤٩٧)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ»

''اس کی بہت ساری منکر روایتیں ہیں۔''

(التاريخ الكبير:٥/٣٨٨)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الكامل فى ضعفاء الرجال:٥/٥٣٧)

حاصل یہ ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابومنیب کی جس روایت کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ''ضعیف'' ہوگی۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«هٰذَا حَدِيْثٌ لَا يَصِحُّ»

''یہ روایت صحیح نہیں۔''

(العلل المتناهية فى الاحاديث الواهية:٧٦٥)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے نماز وتر کے وجوب کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَمَعْنَاهُ عِنْدَ عَامَّتِهِمْ :التَّحْرِيضُ عَلَيْهِ، وَالتَّرْغِيبُ فِيهِ.وَقَوْلُهُ: فَلَيْسَ مِنَّا مَعْنَاهُ :مَنْ لَمْ يُوتِرْ رَغْبَةً عَنِ السُّنَّةِ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلَمْ يُرِدْ بِهِ أَنَّهُ وَاجِبٌ»

''اکثر محدثین کے نزدیک اس کا معنیٰ (نماز وتر کی طرف) اُبھارنے اور رغبت دلانے کے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''ہم میں سے نہیں'' کا معنیٰ یہ ہے کہ جو نماز وتر کی سنت سے بے رغبتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا تو وہ ہم میں سے نہیں، اس سے وتر کا واجب ہونا مراد نہیں ہے۔''

(شرح السنة:١٠٣/٤)

2 سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَلْيُوتِرْ ,وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ»

''وتر حق اور واجب ہے، جو چاہے تین وتر پڑھ لے اور جو ایک وتر پڑھنا چاہے وہ ایک پڑھ لے۔''

(سنن الدارقطنى:٢٢/٢)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے،اس میں امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ دونوں مدلس ہیں،سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض الناس کو یہ چنداں مفید نہیں، کیونکہ اس میں ایک وتر کا ذکر ہے،جس کے وہ قائل نہیں۔

3 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ»

''وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

(مسند البزار:١٦٣٧،نصب الراية للزيلعي الحنفي:١١٣/٢)

تبصرہ:

اس کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔

1 اس کا راوی جابر بن یزید جعفی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«قَالَ صَاحِبُ التَّنْقِيحِ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ»

''(حافظ ابن عبدالہادی) صاحب تنقیح (١٨٧/١) کہتے ہیں کہ جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(نصب الراية:٨٧/١)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ»

''جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طبقات المدلسین:٥٣)

نیز لکھتے ہیں:

«ضَعِيْفٌ رَافِضِيٌّ»

''یہ ضعیف اور رافضی ہے۔''

(تقریب التہذیب:٨٧٨)

❷ ابراہیم نخعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❹ سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ»

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال میں ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے، وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت نماز عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(سنن أبی داوٗد:١٤١٨، سنن الترمذی:٤٥٥، سنن ابن ماجة:١١٦٨)

تبصرہ:

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن ابومرہ زوفی کا سیدنا خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَايُعْرَفُ لِإِسْنَادِهِ سَمَاعُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ»

''اس کی سند کے راویوں کا ایک دوسرے سے سماع نہیں۔''

(التاریخ الکبیر:۲۰۳/۳)

اس روایت کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«اِسْنادٌ مُنْقَطِعٌ وَّ مَتْنٌ بَاطِلٌ»

''اس کی سند منقطع اور متن جھوٹا ہے۔''

(الثقات:۴۵/۵)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَمْ يَصِحْ»

''یہ روایت صحیح نہیں۔''

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال:۵۰۱/۲)

6 عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَأَهْلُ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ فَقَالَ: لِمُعَاوِيَةَ مَا لِي أَرَى أَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ :نَعَمْ .سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :زَادَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ، وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ»

''جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو انہیں معلوم ہوا کہ شامی وتر نہیں پڑھتے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا بات ہے؟ میں شامیوں کو وتر پڑھتے نہیں دیکھتا؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے

دریافت فرمایا: کیا یہ ان پر واجب ہے؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے رب نے مجھ پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے، وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت نمازِ عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔"

(زوائد مسند الامام أحمد:٥/٢٤٢)

تبصرہ:

اس قول کی سند سخت ترین "ضعیف" ہے۔

1. عبید اللہ بن زحر راوی جمہور محدثین کے نزدیک "ضعیف" ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام دارقطنی، امام ابو حاتم رازی، امام عجلی، امام ابن حبان، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور نے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

امام بخاری، امام ابوزرعہ رازی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم کی تعدیل جمہور کے مقابلہ میں ہے۔

2. عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی بھی جمہور کے نزدیک "ضعیف" ہے۔

3. عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«وَلَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا»

"اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔"

(تنقيح التحقيق:١/٢١٣)

7 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

«مَا أُحِبُّ أَنِّی تَرَكْتُ الْوِتْرَ ، وَلَوْ أَنَّ لِی حُمْرَ النَّعَمِ»

''میں وتر چھوڑنا پسند نہیں کرتا، اگر چہ مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹٦)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے اس میں سفیان ثوری کی ''تدلیس'' ہے، اور مخبر مجہول ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ قول وتر کے وجوب پر دلالت بھی نہیں کرتا۔

8 امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«هُوَ وَاجِبٌ ، وَلَم يُكْتَبُ»

''وتر واجب ہے، مگر فرض نہیں۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹٦)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، اس میں سفیان بن عیینہ کی تدلیس ہے۔

9 امام طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الْوِتْرُ وَاجِبٌ يُعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نُسِیَ

''وتر واجب ہے، جب بھول جائے تو اعادہ کیا جائے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق:۳/۸)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔اس میں امام عبدالرزاق اور ابن جریج کی تدلیس ہے۔

10 عبداللہ بن طاوس رحمہ اللہ اپنے باپ طاوس رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

«إِنَّهُ كَانَ يُوجِبُ الْوِتْرَ، وَيَقُولُ: مَنْ فَاتَهُ الْوِتْرُ حَتَّى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ حِينَ يَذْكُرُ»

''آپ رحمہ اللہ وتر کو واجب قرار دیتے تھے،اور فرماتے تھے، جس سے وتر رہ جائے اور صبح ہو جائے تو اسے جب یاد آئے وتر ادا کرے۔''

(مصنف عبدالرزاق: ۸/۳، ح: ٤٥٨٥)

تبصرہ:

یہ قول امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«وَهُوَ قَوْلُ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ غَيْرِ النُّعْمَانِ فَإِنَّهُ خَالَفَهُمْ، وَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ، وَهٰذَا الْقَوْلُ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِلْأَخْبَارِ الثَّابِتَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ مَا عَلَيْهِ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَالِمِهِمْ وَجَاهِلِهِمْ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَهُ إِلٰى مَا قَالَ، وَخَالَفَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا كَقَوْلِ سَائِرِ النَّاسِ»

''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کی مخالفت میں وتر کو''فرض'' کہا ہے، یہ قول نبی

کریم ﷺ سے ثابت شدہ احادیث کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ عالم وجاہل عوام کے مذہب کے بھی خلاف ہے، ہمارے علم میں ان سے پہلے یہ بات کسی نے نہیں کہی، نیز ان کے شاگردوں نے بھی ان کی مخالفت کی ہے اور باقی لوگوں کی طرح (غیر فرض) کہا ہے۔''

(الاوسط:۸/۹۲؛ ح:۲۵٤٤)

نماز وتر کا وقت

نماز وتر کا وقت نماز عشا کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے۔رات کے آخری حصے میں ادائیگی افضل ہے۔اگر رات کے آخری حصے میں آنکھ نہ کھلنے کا خدشہ ہو تو عشا کے ساتھ ہی وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔

1. سیدنا ابوبصرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَحَافِظُوا عَلَيْهَا ، وَجَعَلَ وَقْتَهَا فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ وَهِيَ الْوِتْرُ»

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک زائد نماز دی ہے، تم اس پر پابندی کرو، اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت عشا سے لے کر فجر تک مقرر کیا ہے، وہ نماز وتر ہے۔''

(مسند الامام احمد:٦/٧,٧٩٧، المعجم الكبير للطبراني:٢/٢٧٩، ح:٢١٦٨، وسندهٗ صحيحٌ وله طرق كثيرة)

2. سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«مَنْ صَلَّى بِاللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذٰلِكَ فَإِذَا كَانَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَتْ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ»

''جو رات کو نماز پڑھے، سب سے آخر میں وتر پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے اور جب فجر طلوع ہو جائے تو وتر سمیت رات کی ہر نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: وتر فجر سے پہلے پڑھو۔''

(سنن الترمذی:٤٦٩، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (١٠٩١) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (١/٣٠٢) نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز وتر کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے۔

3 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

''تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

(صحیح البخاری:٩٩٨، صحیح مسلم:٧٤٩)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر عشا سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں اور رات کے آخری حصے میں ادا کرنا افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اکثر اور اغلب عمل یہی ہے۔

4 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا»

”صبح سے پہلے نماز وتر ادا کرو۔“

(صحیح مسلم:٧٥٤)

5 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ»

”صبح سے پہلے نماز وتر پڑھ لیا کرو۔“

(صحیح مسلم:٧٥٠)

6 سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ»

”جسے ڈر ہو کہ رات کے آخری حصے میں جاگ نہ سکے گا، وہ اول حصے میں وتر پڑھ لے اور جو رات کے آخری حصے میں قیام کرنے پر حریص ہو، وہ آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور وہ افضل ہے۔“

(صحیح مسلم:٧٥٥)

7 سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«تَذَاكَرَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ الْوِتْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِذَا اسْتَيْقَظْتُ

صَلَّيْتُ، وَقَالَ عُمَرُ :أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ :أَخَذْتَ بِالْحَذَرِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: أَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ»

''سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے وتر کا تذکرہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو وتر شروع رات میں پڑھ لیتا ہوں۔ پھر جب بیدار ہوتا ہوں تو نماز (فجر) پڑھ لیتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں رات کے آخری حصے میں وتر پڑھتا ہوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ نے احتیاط کو لیا ہے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ نے عزیمت پر عمل کیا ہے۔''

(سنن أبی داوٗد:١٤٣٤، الاوسط لابن المنذر:٢٦١٧، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۸۴) نے صحیح اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۱/۱) ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

8 مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطِهِ، وَآخِرِهِ، فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ»

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر آخری حصے میں وتر ادا کئے ہیں، شروع میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر سحری تک

پہنچ چکا تھا۔"

(صحیح البخاری:۹۹۶؛ صحیح مسلم:۷٤٥)

9 یہی روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الاوسط لابن المنذر، ح:۲۶۲۱۰، وسندهٗ حسنٌ)

اس کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۸۰) نے "صحیح" کہا ہے۔

10 سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«إِذَا سَمِعْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَثًا، فَظُنُّوا بِرَسُولِ اللّٰهِ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَتْقَاهُ .قَالَ :وَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ثَوَّبَ الْمُثَوِّبُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ :أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ صَلَاةِ الْوِتْرِ هٰذَا حِينُ وِتْرٍ حَسَنٍ»

"جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نئی چیز سنو، تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گمان کرو کہ آپ زیادہ شیریں، ہدایت یافتہ اور متقی ہیں، راوی کہتے ہیں کہ جب مؤذن نے اذان کہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، دریافت فرمایا: وتر کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہ افضل وتر کا وقت ہے۔"

(مسند علی بن الجعد:۱۲۱، وسنده حسن)

11 ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُوتِرُ عِنْدَ الْإِقَامَةِ

" سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اقامت کے وقت وتر پڑھ لیا کرتے

تھے۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۸٦، وسندهٗ صحیحٌ)

مطلب یہ ہے جب نمازِ وتر رات کو فوت ہو جاتی تو اس کو اقامت کے وقت ادا کر لیتے۔

⓬ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عامر شعبی رحمہ اللہ سے کہا: وتر کے لئے آپ رحمہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ وقت کون سا ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

«إِذَا نعبَ الْمُوَذِّنُونَ»

"جب مؤذن تثویب کرنے لگیں۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۸۷وسندهٗ صحیحٌ)

یعنی تثویب (اذان) سے تھوڑا پہلے وتر پڑھنے چاہئیں، جونہی نمازِ وتر ختم ہوا اور اذان شروع ہو جائے۔

طلوعِ فجر سے پہلے نمازِ وتر ادا نہ کر سکے تو کیا کرے؟

❶ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ»

"جو آدمی اپنے وتر سے سو جائے یا بھول جائے، وہ اسے صبح کے وقت یا پھر یاد آنے پر پڑھ لے۔"

(سنن أبی داوٗد:۱۴۳۱؛سنن الدارقطنی ۲/۲۱:، ح:۱٦۲۱،المستدرك للحاكم:۱/۳۰۲؛ السنن الكبریٰ للبیهقی:۲/۴۸۰؛ وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۰۲) نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح"

کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

(خلاصة الاحکام:١٩٠٥)

2 سیدنا اغر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، فَقَالَ :إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ قَالَ :يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، قَالَ :فَأَوْتِرْ»

"ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے نبی! میں نے صبح کی، وتر نہیں پڑھ سکا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر کا وقت تو صرف رات ہے، دوبارہ عرض کیا: اللہ کے نبی! میں نے صبح کی اور وتر نہیں پڑھ سکا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب پڑھ لو۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی:٣٠٢/١، ح:٨٩١، وسندہ حسن)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

«رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ وَإِنْ كَانَ فِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ لَا يَضُرُّ»

"اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم کبیر میں نقل کیا ہے، اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے، اگرچہ بعض پر کچھ کلام بھی کی گئی ہے جو کہ نقصان دہ نہیں ہے۔"

(مجمع الزوائد:٢٤٦/٢)

3 وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے صبح کر لی، لیکن وتر نہیں پڑھ سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، أَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّى ؟ .كَأَنَّهُ يَقُولُ :يُوتِرُ»

''کیا خیال ہے کہ اگر تو سورج طلوع ہونے تک سویا رہے اور نماز فجر ادا نہ کر سکے، کیا تو نماز نہیں پڑھے گا؟ گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمار ہے تھے کہ وتر پڑھے گا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۰ وسندهٗ صحیحٌ)

4 عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک آدمی سو جاتا ہے اور صبح کے وقت اٹھتا ہے، صبح کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

«لَا أَعْلَمُ بِهٖ بَأْسًا»

''میں اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۰، وسندهٗ صحیحٌ)

5 امام شعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو سورج طلوع ہونے تک وتر نہیں پڑھ سکا، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

« أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُوتِرَ»

''میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ وتر پڑھ لے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۱، وسندہٗ صحیحٌ)

6 عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«أَوْتَرَ أَبِی وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ»

''میرے والد نے طلوع فجر کے بعد وتر پڑھا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۰، وسندہٗ صحیحٌ)

ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں

قیس بن طلق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، شام پڑ گئی تو ہمارے پاس ہی افطاری کی، پھر اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے، پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، جب وتر رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کر کے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

«لَا وِتْرَانِ فِی لَیْلَةٍ»

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبی داوٗد:۱۴۳۹، سنن النسائی:۱۶۸۰، سنن الترمذی:۴۷۰، وسندہٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد:۴/۲۳، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۱۰۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۴۴۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری:۴۸۱/۲)

اول رات نماز وتر ادا کر کے سونے والا آنکھ کھلنے پر نوافل ادا کر سکتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلي صورت

پہلی صورت یہ ہے کہ وتر نہ توڑے، نوافل ادا کرے، آخر میں دوبارہ وتر نہ پڑھے۔

1. ابو جمرہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

«إِذَا أَوْتَـرْتَ أَوَّلَ الـلَّيْـلِ فَلَا تُـوتِرْ آخِرَهُ، وَإِذَا أَوْتَـرْتَ آخِـرَهُ فَلَا تُوتِرْ أَوَّلَهُ»

''جب تو شروع رات میں وتر پڑھ لے تو آخری رات نہ پڑھ اور جب تو آخری رات وتر پڑھنا چاہے تو شروع رات میں نہ پڑھ۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲۸۴/۲، شرح معانی الآثار للطحاوی:۳۴۳/۱، وسندہٗ حسنٌ)

2. عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«أَمَّـا أَنَـا فَـأُوتِـرُ، فَإِذَا قُمْـتُ صَلَّيْـتُ مَثْنَى مَثْنَى وَتَـرَكْـتُ وِتْرِي الْأَوَّلَ كَمَا هُوَ»

''میں وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر جب قیام کرتا ہوں تو دو دو رکعت ادا کرتا ہوں اور پہلے وتر کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۸٤، وسندهٗ حسنٌ)

3 مکحول شامی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«إِذَا أَوْتَرَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّى صَلَّى شَفْعًا شَفْعًا»

''جب آدمی وتر پڑھ لے، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو دو دو رکعت ادا کر لے۔''

(مصنّف ابن أبی شیبة:۲/۲۸٤، وسندهٗ حسنٌ)

دوسري صورت

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر توڑ دے، پھر نوافل پڑھنا شروع کر دے، آخر میں وتر پڑھ لے، دونوں صورتیں درست ہیں۔

1 حطان بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

«الْوِتْرُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنْ صَلَّى صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ ثُمَّ إِنَّ صَلَّى صَلَّى رَكْعَةً شَفْعًا لِوِتْرِهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُوتِرْ حَتّٰى يَكُونَ آخِرَ صَلَاتِهِ»

''وتر تین طرح کا ہے، جو چاہے شروع رات وتر پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو دو دو رکعت ادا کرتا رہے حتیٰ کہ صبح ہو جائے، جو چاہے وتر پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنا چاہتا ہے، تو ایک رکعت وتر پڑھ کر وتر کو جفت کر لے، پھر دو دو رکعتیں پڑھے اور جو چاہے وتر نہ پڑھے حتیٰ کہ نماز

کے آخر میں وتر پڑھ لے۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۱/۳٤۰،السنن الکبریٰ للبیھقی:۳/۳۷، وسندہٗ صحیحٌ)

2 نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ، فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ»

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مکہ میں تھا، آسمان اَبر آلود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے صبح کے اندیشے کے پیشِ نظر ایک رکعت وتر پڑھا، پھر جب موسم صاف ہو گیا تو انہوں نے دیکھا کہ ابھی تو رات باقی ہے، انہوں نے ایک رکعت پڑھ کر نماز کو جفت بنالیا، بعد میں دو دو رکعتیں نماز تہجد پڑھی، پھر جب صبح ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو ایک رکعت وتر پڑھا۔''

(موطأ امام مالك:۱/۱۲۵،وسندہ صحیح)

3 ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«إِنَّ أُسَامَةَ، وَابْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَنْقُضَانِ الْوِتْرِ»

''سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وتر توڑ دیتے تھے۔''

(الاوسط لابن المنذر:۵/۸۷، وسندہٗ صحیحٌ)

4 ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

«إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْتَ تُصَلِّى فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ، وَاشْفَعْ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ أَوْتِرْ»

''جب تو شروع رات میں وتر پڑھ لے، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو جتنا جی چاہے نماز پڑھ لے، ایک رکعت پڑھ کر وتر کو جفت کر لے، پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھ لے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۸٤، وسندہٗ صحیحٌ)

5 ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ عروہ رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«اِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَإِذَا قَامَ شَفَعَ»

''آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیتے، جب بیدار ہوتے تو اسے جفت کر لیتے۔''

(مصنّف ابن أبی شیبة:۲/۲۸٤، وسندہٗ حسنٌ)

6 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَمَّا أَنَا فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ مِنَ اللَّيْلِ أُوتِرْتُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ نِمْتُ، فَإِذَا قُمْتُ وَصَلْتُ إِلَيْهَا أُخْرَى»

''میں شروع رات میں قیام کا ارادہ کروں تو ایک وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں، جب اٹھتا ہوں تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا دیتا ہوں۔''

(الاوسط لابن المنذر:۵/۱۹۷، وسندہٗ صحیحٌ)

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا»

''تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

(صحیح البخاری:۹۹۸، صحیح مسلم:۷۵۱)

رسول اللہ ﷺ کا یہ عام حکم استحباب پر محمول ہے، کیونکہ خود آپ ﷺ سے وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔

(صحیح مسلم:۷۳۸)

سلف کے آثار سے بھی یہی ثابت بات ہوتی ہے۔

سفر میں وتر ادا کرنا

1. سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ»

''رسول اکرم ﷺ سواری پر نوافل پڑھ لیتے تھے، چاہے اس کا منہ جدھر بھی ہوتا نیز اس پر وتر بھی پڑھ لیتے تھے، مگر فرض نماز سواری پر نہ پڑھتے۔''

(صحیح البخاری:۱۰۹۸، صحیح مسلم:۷۰۰/۳۹)

2. ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر میں وتر پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ»

''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھ لے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۳۰۱، وسندہٗ صحیحٌ)

3 سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«اِنَّهُ أَوْتَرَ فِی السَّفَرِ»

''آپ رضی اللہ عنہ نے سفر میں نماز وتر پڑھی۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۳۰۱، وسندہٗ حسنٌ)

ایک رکعت وتر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت وتر ثابت ہے:

1 ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«سُئِلَ الشَّافِعِیُّ عَنِ الْوِتْرِ؟ :أَیَجُوزُ أَنْ یُوتِرَ الرَّجُلُ بِوَاحِدَةٍ لَیْسَ قَبْلَهَا شَیْءٌ؟ قَالَ :نَعَمْ، وَالَّذِی أَخْتَارُ أَنْ أُصَلِّیَ عَشْرَ رَکَعَاتٍ، ثُمَّ أُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ "، فَقُلْتُ لِلشَّافِعِیِّ :فَمَا الْحُجَّةُ فِی أَنَّ الْوِتْرَ یَجُوزُ بِوَاحِدَةٍ؟، فَقَالَ :الْحُجَّةُ فِیهِ السُّنَّةُ وَالْآثَارُ»

''امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آدمی ایک وتر ایسے پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! جائز ہے، لیکن میں پسند یہ کرتا ہوں کہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں، میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک وتر کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: اس بارے میں سنت رسول اور آثار سلف دلیل ہیں۔''

(السنن الصغرٰی للبیہقی:۵۹۳، وسندہٗ حسنٌ)

2 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى»

رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کوئی صبح ہونے کا خدشہ ظاہر کرے تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیں گے۔"

(صحیح البخاری:۹۹۰،صحیح مسلم:۷٤۹)

3 صحیح مسلم (۱۵۸/۷۴۹) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ»

"رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لے۔"

4 صحیح مسلم (۷۵۲، ۷۵۳) میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ»

"وتر رات کے آخری حصے میں ایک رکعت کا نام ہے۔"

5 صحیح مسلم (۱۵۹/۷۴۹) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ»

"رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تو دیکھے کہ صبح ہونے کو ہے تو ایک وتر

پڑھ لے۔“

جو نماز پڑھی ہے، اسے طاق بنا دے گی، کا معنیٰ یہ ہے کہ وتر حقیقت میں آخری رکعت ہے، باقی اس کی وجہ سے وتر (طاق) ہو جاتی ہے۔

6 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کَانَ یُصَلِّی بِاللَّیْلِ إِحْدَی عَشْرَةَ رَکْعَةً، یُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْأَیْمَنِ، حَتّٰی یَأْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ فَیُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ خَفِیفَتَیْنِ»

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے، ان میں سے ایک وتر ادا فرماتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو جاتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مؤذن آتا، پھر آپ ہلکی سی دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) ادا فرماتے۔“

(صحیح البخاری:۹۹۴،صحیح مسلم:۷۳٦،واللفظ لہٗ)

7 سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ رَجُلًا، سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّیْلِ قَالَ :مَثْنَی مَثْنَی ,فَإِذَا خَشِیَ الصُّبْحَ فَبِوَاحِدَةَ تُوتِرُ لَكَ قَبْلَهَا»

”ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تمہیں صبح ہونے کا خطرہ ہو تو اس سے پہلے ایک رکعت وتر پڑھ لے۔“

(حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء لأبی نعیم الأصبهانی:۱۹٦/۸،وسنده صحیح)

8 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صَلاۃُ اللَّیْلِ مَثْنَی مَثْنَی، وَالْوِتْرُ بِرَکْعَۃٍ»

''رات کی نماز دو دو رکعتیں اور نماز وتر ایک رکعت ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی:۲۵۷/۲،وسندہٗ حسن)

9 سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَاءَ فَلْیُوتِرْ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْیُوتِرْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْیُوتِرْ بِوَاحِدَۃٍ»

''وتر حق ہے، جو چاہے سات پڑھے، جو چاہے پانچ پڑھے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔''

(سنن أبی داؤد:۱٤۲۲،سنن النسائی:۱۷۱۱،سنن ابن ماجۃ:۱۱۹۰،وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۴۱۰) اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر :۲۹٦/۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ روایت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی ثابت ہے، موقوف روایت مرفوع حدیث کے لیے باعثِ تقویت ہوتی ہے۔

10 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْتَرَ بِرَکْعَۃٍ»

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا۔''

(سنن الدارقطنی:۳۳/۲،وسندهٗ صحیح)

11 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَکْعَةٍ»

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا۔''

(صحیح ابن حبان:۲٤۲٤،وسنده صحیح)

12 ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا،ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے،غلام نے آ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ»

''انہیں چھوڑ دو،وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔''

(صحیح البخاری:۳۷٦٤)

13 صحیح البخاری (۳۷٦۵) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«إِنَّهُ فَقِیهٌ»

''وہ فقیہ ہیں۔''

14 عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ مُعَاوِیَةَ، أَوْتَرَ بِرَکْعَةٍ ، فَأُنْکِرَ ذٰلِكَ عَلَیْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ :أَصَابَ السُّنَّةَ»

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا،ان کے اس عمل پر اعتراض کیا گیا،سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲۹۱/۲، وسندہ صحیح)

ایک رکعت وتر سنت ہے، فقیہ کی نشانی بھی ہے کہ وہ ایک رکعت کا قائل و فاعل ہوتا ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے، آیئے دیگر صحابہ کرام کا عمل دیکھتے ہیں:

15 ابومجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک وتر کے بارے میں پوچھتے ہوئے کہا: اگر میں سفر میں ہوں تو کیا کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ»

''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر پڑھ لو۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۳۰۱/۲، وسندہ صحیح)

16 عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام اللیل پر مجھ سے کوئی سبقت نہیں لے جائے گا، میں اُٹھا تو اپنے پیچھے ایک آدمی کی آہٹ محسوس کی، وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں ایک طرف ہٹ گیا، آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، قرآن کریم شروع کیا اور ختم کر دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا، میں نے سوچا: شیخ بھول گئے ہیں، جب آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ نے ایک ہی رکعت وتر ادا کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میرا وتر ہے۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۲۹٤/۱، سنن الدارقطنی:۳٤/۲، ح:۱٦٥٦، ۱٦٥۸، وسندہ حسن، و أخرجه ابن أبی شیبة:۲/۵۰۲، وسندہ حسن، وقال الحافظ ابن حجر (المطالب

العالية:٥٨٢)اسناده حسن)

⑰ ابوتمیمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ يُقْرِئُنَا فَأَتَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِي عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ ثَلَاثٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَاحِدَةٍ وَخَمْسٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ثَلَاثٍ وَسَبْعٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ خَمْسٍ»

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہمیں کچھ پڑھا رہے تھے، اسی دوران سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، میرے پہلو بیٹھے ایک آدمی نے ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک سے تین، تین سے پانچ، پانچ سے سات مجھے پسند ہیں۔''

(الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر:١٨٣/٥، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية لابن حجر:٦٣٩، وسنده صحيح)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ (اتحاف المہرۃ الخیرۃ:١٧٤٦) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

⑱ عبداللہ بن مسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز عشا پڑھائی، پھر مسجد کے کونے میں ایک رکعت ادا کی، میں آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: ابواسحاق! یہ کیسی رکعت ہے؟

«وِتْرٌ، أَنَامُ عَلَيْهِ»

''یہ وتر ہے، جو پڑھ کر سو رہا ہوں۔''

عمرو بن مرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات مصعب بن سعد رحمہ اللہ کو بتائی تو انہوں نے کہا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۱/۲۹۵،وسندہ حسن)

19 سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرے پر فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ پھیرا تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، نماز عشا کے بعد ایک وتر پڑھا کرتے تھے، اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، حتّٰی کہ رات کے وسط میں قیام کرتے تھے۔

(معرفة السنن والآثار للبیهقی:۲/۳۱٤، ح:۱۳۹۰، صحیح البخاری:٦۳٥٦، وسندہٗ صحیح)

20 نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«اِنَّهُ کَانَ یُوتِرُ بِرَکْعَةٍ»

''آپ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر:۵/۱۷۹، وسندہ صحیح)

21 ابومجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان عشا کی نماز دو رکعت ادا کی، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھا۔

(الأوسط لابن المنذر:۵/۱۷۹، وسندہ صحیح)

22 جریر بن حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«سَأَلْتُ عَطَاءً أُوتِرُ بِرَکْعَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ»

میں نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا میں ایک رکعت وتر

پڑھ لیا کروں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! اگر چاہے تو پڑھ لیا کر۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۲، وسندہ صحیح)

23 ابن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر آدمی سو گیا اور صبح ہوگئی تو کیا صبح ہونے کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ لے؟ جواب دیا:

«لَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا»

"میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۲۹۰)

ایک، تین، پانچ اور سات وتر احناف کی نظر میں

ایک، تین، پانچ اور سات وتر پڑھنا جائز ہیں، اب ہم احناف کی معتبر کتب سے حوالہ جات پیش کرتے ہیں:

1 مشہور حنفی عالم جناب عبدالحی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

«وَقَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ أَوْتَرُوْا بِوَاحِدَةٍ دُوْنَ تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا»

"صحابہ کرام کی ایک جماعت سے یہ بات صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے بغیر ایک رکعت وتر ادا کیا۔"

(التعلیق الممجد:۱/۱۱۹)

2 علامہ سندھی حنفی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

«هٰذَا صَرِيْحٌ فِىْ جَوَازِ الْوِتْرِ بِوَاحِدَةٍ»

''یہ حدیث ایک وتر کے جائز ہونے میں واضح ہے۔''

(حاشیة السندی علی النسائی:۲/۳۰)

3 جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

«نَعَمْ،ثَابِتٌ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِلَا رَيْبٍ»

''ہاں! بلا شک وشبہ بعض صحابہ کرام سے ایک وتر پڑھنا ثابت ہے۔''

(العرف الشذی:۲/۱۲)

4 جناب عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے،ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں،امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے،دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔''

(علم الفقه،حصه دوم:۱۸۲)

تنبیہ نمبر 1

بعض الناس پر لازم ہے کہ وہ اپنے امام سے ایک رکعت وتر کا عدمِ جواز بسندِ صحیح ثابت کریں۔

تنبیہ نمبر 2

جس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے،اس سے ایک یا پانچ رکعت وتر کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

5 جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''وتر کی رکعت احادیث صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقرر اور مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ واحمد رحمہ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانہ؟''

(براهين قاطعه ،ص:۷)

یادر ہے کہ اس کتاب پر جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔
سہارنپوری دیوبندی صاحب کی عبارت سے بہت سے باتیں ثابت ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رکعت پر طعن کرنے والوں کو اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیے۔

6 جب بعض لوگوں نے جناب سہارنپوری کی مذکورہ بالا کتاب پر اعتراضات کیے تو ان کے ردّ و جواب میں دیوبندیوں کے عقیدۂ وحدۃ الوجود کے امام حاجی امداد اللہ ''مکی'' دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے ہی ایک وتر کی بحث میں جو آپ نے لکھا ہے کہ صاحبِ ''براہین'' کا اعتراض امام صاحب و صاحبین تک پہنچتا ہے، یہ تو محض تعصب یا سفاہت ہے، کیونکہ ایک وتر پڑھنے والے بعض صحابہ و ائمہ بھی ہیں، حضرت امام و صاحبین نے کب ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کیا ہے اور وہ کب طعن کر سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار و ائمہ خیار ہیں، صاحبِ ''انوار ساطعہ'' نے چونکہ بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کو مطعون کیا تھا، حالانکہ ان میں صحابہ و ائمہ ہیں، اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روکا ہے۔''

(یہ تحریر براہین قاطعہ کے آخر میں ملحق ہے،ص:۲۸۰)

7 اس تحریر کے ایک مقلد محشی لکھتے ہیں:

''پس معترض کا یہ کہنا کہ ''براہین'' کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب وصاحبین کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانہ، نہایت حمق وشقاوت ہے، کیونکہ ان حضرات نے ایک وتر پڑھنے والوں صحابہ وائمہ کو کبھی طعن نہیں کیا اور نہ کلماتِ تحقیر ان حضرات کی شان میں لکھے، مؤلف ''انوارِ ساطعہ'' نے بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کی نسبت کلماتِ ناشائستہ لکھے، اس لیے اس کو گستاخی سے روکا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث وتحقیر سلف میں ایمان کا ٹھکانہ نہیں، اگر مؤلف ''انوارِ ساطعہ'' کہے کہ میری مراد حضرت صحابہ وائمہ قائلین وتر واحد پر اعتراض کرنا نہیں تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، کیونکہ اس کتاب میں بالتعمیم ایک وتر پڑھنے والوں پر اعتراض کیا ہے، حکم شرعی ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہوں یا خلف، جس امر میں وہ متبع حدیث نبوی ہیں، اس فعل پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی تحقیر زیبا اعتراض جس پر ہے، کسی احادیث یا اتباع ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ چاہیے کہ فرقِ باطلہ واہل ہویٰ جن عقائد واعمال میں اہل حق کے موافق ہیں، ان عقائد واعمال میں بھی اعتراض کیا جائے، پھر ایک وتر کے قائلین بھی صحابہ واہل سنت ہیں تو اس فعل پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟۔''

(أیضاً،ص:۲۸۰)

8 جناب سہارنپوری کی تائید اور مؤلف ''انوار ساطعہ'' کے ردّ میں مشہور مقلد

جناب محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

”(عبدالسمیع رامپوری مؤلف انوار ساطعہ نے) وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے، خیر اور تو وہی پرانا رونا ہے، جو مؤلف مذکور (عبدالسمیع) کے سلف کر چکے ہیں، مگر وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر جس کے بارے میں احادیث صحاح موجود ہیں اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ کا وہ مذہب ہے، مذکور درازی کرنا مؤلف مذکور کا ہی حصہ ہے، یہ جدا قصہ ہے کہ علمائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہ ہو، مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہیں کر سکتا۔“

(الجهد العقل فی تنزیه المعز والمذل،ص:١٧)

9 اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں:

”بعض لوگوں کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور بعض کے نزدیک تین ہے اور بعض کے نزدیک پانچ ہیں اور ان سب میں تاویل مذکور جاری ہو سکتی ہے، مگر میرے نزدیک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تینوں طرح ثابت ہے۔“

(تقریر ترمذی:١٣٦)

10 جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب اپنے استاذ جناب شیخ محمد تھانوی صاحب دیوبندی سے نقل کرتے ہیں:

”(اہل حدیث نے) وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی

حدیث پسند کی ہے، حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں، پانچ بھی آئیں ہیں، سات بھی آئی ہیں۔''

(قصص الاکابر از تھانوی:١٢٢)

جناب تھانوی صاحب کا یہ بہتان ہے کہ اہل حدیث نے ایک رکعت والی حدیث پسند کی ہے، جبکہ اہل حدیث ایک رکعت کے علاوہ تین، پانچ اور سات رکعت وتر کی احادیث کو بھی ناپسند نہیں کرتے، بلکہ ان کے قائل و فاعل ہیں۔

والحمد للّٰہ علی ذٰلك!

11 جناب احمد سعید کاظمی بریلوی لکھتے ہیں:

''یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) کے قول «اِنَّ کَلًّا» کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔''

(مقالات کاظمی،حصہ سوم:٤٨٨)

12 جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے تو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔''

(جاء الحق،حصہ دوم:٢٦٣)

تین رکعت نماز وتر

1 ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا»

''رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، چار رکعتیں پڑھتے، مگر تو ان کے حسن وطول کے بارے میں نہ پوچھ، پھر اسی طرح چار رکعات پڑھتے مگر تو ان کے حسن وطول کے بارے میں نہ پوچھ، پھر تین وتر پڑھتے۔''

(صحیح البخاری:١١٤٧، صحیح مسلم:١٢٥/٧٣٨)

2 سیدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے:

أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ :(إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) (آل عمران:١٩٠) فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ

''وہ ایک رات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس سوئے، آپ بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو فرما کر سورۂ آل عمران کی آیت (١٩٠) پڑھ رہے تھے

حتیٰ کہ سورت ختم کردی، پھر آپ نے کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجدہ لمبا کیا، پھر سلام پھیرا اور سو گئے حتیٰ کہ خراٹے مارنے لگے، آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا اور چھ رکعات پڑھیں، ہر مرتبہ مسواک کرتے، وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے، پھر تین وتر پڑھے۔''

(صحیح البخاری:٦٣١٦، صحیح مسلم:١٩١/٧٦٣ اللفظ له)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«الْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَإِنِّی أَكْرَهُ أَنْ ثَلَاثًا بَتْرًا»

''وتر سات اور پانچ ہیں۔ مجھے تین وتر ناپسند ہیں جو کہ ناقص ہیں۔''

(المعرفة والتاریخ للامام یعقوب الفسوی:٣/١٥٠ وسنده صحیح)

پانچ رکعات وتر

1. سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«بِتُّ فِی بَيْتِ خَالَتِی مَيْمُونَةَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِی عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ قَالَ: خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ»

''میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بسر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور چار رکعتیں ادا کر کے سو گئے، پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو

گیا، آپ ﷺ نے مجھے دائیں جانب کر دیا، پھر پانچ رکعات پڑھیں، اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے حتی کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔"

(صحیح البخاری:٦٩٧، صحیح مسلم:٧٦٣)

2 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

« كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا»

"نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جن میں پانچ وتر شامل ہوتے تھے، نماز وتر میں آپ ﷺ صرف سب سے آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔"

(صحیح مسلم:١٢٣/٧٣٧)

3 عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:

«إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقُدُ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ تَسَوَّكَ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ يَجْلِسُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يُوتِرُ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ»

"رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے پھر آٹھ

رکعات ادا کرتے، ہر دو رکعتوں میں تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے، پھر پانچ وتر پڑھتے، جن میں صرف پانچویں رکعت میں ہی تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔“

(الاوسط لابن المنذر:۵/۱۷۶، ح:۲۶۳۴، وسندہٗ صحیحٌ، وصححه ابن خزیمة:۱۰۷۷)

4 ابو مرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وتر پڑھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے، تین مرتبہ میں نے سوال کیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر فرمایا:

«إِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَاءَ صَلَّيْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ ، ثُمَّ أَنَامُ ، فَإِنْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ صَلَّيْتُ مَثْنَى مَثْنَى ، فَإِنْ أَصْبَحْتُ أَصْبَحْتُ عَلٰى وِتْرٍ»

”میں تمہیں اپنا عمل بتاتا ہوں، جب میں عشا کی نماز پڑھ لیتا ہوں، اس کے بعد پانچ رکعات پڑھ لیتا ہوں، اگر رات کو اٹھ جاؤں تو دو دو رکعات (کر کے تہجد) پڑھتا ہوں، اگر صبح ہو جائے تو وتر پر ہی صبح کرتا ہوں۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي:۳/۳۶،وسندہٗ صحیحٌ)

5 امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«قُلْتُ لِمِقْسَمٍ أُوتِرُ بِثَلَاثٍ ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ مَخَافَةَ أَنْ تَفُوتَنِي ، قَالَ لَا وَتْرَ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ»

''میں نے مقسم رحمہ اللہ سے پوچھا: میں تین رکعتوں کو وتر بنا کر نماز کے لیے جا سکتا ہوں، تاکہ نماز فوت نہ ہو جائے، انہوں نے فرمایا: وتر تو صرف پانچ یا سات رکعتوں پر ہی بنائے جاتے ہیں۔''

(مسندالامام أحمد:٦/٣٣٥،وسنده صحيح)

سات اور نو رکعات وتر

❶ سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتروں کے بارے میں بتائیں، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

« كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّى تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِى الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَىَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَنَعَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَىَّ، وَكَانَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ، أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلَا أَعْلَمُ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِى لَيْلَةٍ، وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ، وَلَا

صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ»

''ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھتی تھیں، اللہ جب چاہتا آپ ﷺ کو رات میں بیدار فرماتا، آپ ﷺ مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح ادا کرتے، کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشہد بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے اور دعا کرتے، پھر کھڑے ہو کر نویں رکعات پڑھتے اور سلام نہ پھیرتے۔ پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر وحمد بیان کرتے اور دعا مانگتے، پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے، پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، اے بیٹے! یہ گیارہ رکعتیں ہیں، پھر جب اللہ کے نبی کریم ﷺ بوجھل ہو گئے اور گوشت ڈھیلا پڑ گیا تو آپ ﷺ سات وتر پڑھنے لگے، دو اسی سابقہ طریقے سے بعد میں پڑھتے، بیٹے! یہ نو رکعتیں ہیں اور اللہ کے نبی جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر دوام کرنا پسند کرتے تھے، جب کبھی آپ ﷺ کو نیند یا درد قیام اللیل سے مانع ہو جاتی تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعات ادا فرماتے، میں نہیں جانتی کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھا ہو، نہ یہ کہ آپ ﷺ نے کبھی صبح تک پوری رات نماز پڑھی ہو، نہ ہی یہ کہ رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں۔''

(صحیح مسلم:٧٤٦)

2. سنن ابی داؤد (۱۳۴۲) کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ»

''جب آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور گوشت ڈھیلا پڑ گیا تو سات رکعات وتر پڑھتے تھے، صرف چھٹی اور ساتویں رکعت کے بعد بیٹھتے اور سلام صرف ساتویں رکعت کے بعد پھیرتے تھے۔''

3. سنن النسائی (۱۷۱۹، وسندہٗ صحیح) کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

«لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ صَلَّى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

''جب آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور گوشت ڈھیلا پڑ گیا تو سات رکعات وتر پڑھنے لگے، تشہد صرف آخر میں ہی بیٹھتے تھے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«الرِّوَايَةُ الْأُوْلٰى تَدُلُّ عَلٰى إِثْبَاتِ الْقُعُودِ فِي السَّادِسَةِ، وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ تَدُلُّ عَلٰى نَفْيِهِ، وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بِحَمْلِ النَّفْيِ لِلْقُعُودِ فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقُعُودِ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ التَّسْلِيمُ»

''پہلی روایت چھٹی رکعت کے بعد بیٹھنے کو ثابت کرتی ہے جب کہ دوسری روایت اس کی نفی کرتی ہے، جمع و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ دوسری روایت میں بیٹھنے کی نفی کو سلام کے لیے بیٹھنے پر محمول کیا جائے گا۔''

(نیل الاوطار: ۲/۲۱۸)

شارح ترمذی علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (م: ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں:

«الظَّاهِرُ عِنْدِی أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَدْ يَقْعُدُ فِي السَّادِسَةِ فِي الْإِيتَارِ بِالسَّبْعِ وَقَدْ لَا يَقْعُدُ فِيهَا وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ»

''میرے نزدیک یہی ظاہر ہے کہ سات وتر پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کبھی چھٹی رکعت کے بعد بیٹھتے تھے اور کبھی نہیں بیٹھتے تھے، واللہ اعلم!۔''

(تحفۃ الاحوذی:۱/۳۳۸)

وتر کی قرأت

❶ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«اِنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُوْلٰى: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا، يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ»

''انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ وتر پڑھے، آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص کی قرات کی، جب آپ ﷺ نماز وتر سے فارغ ہوئے تو تین دفعہ «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» پڑھا تیسری مرتبہ اپنی آواز کو بلند کیا۔''

(مسند الامام احمد:۳/۴۰۶، سنن النسائی:۱۷۳۴، شرح معانی الآثار للطحاوی:۱/۳۹۲، وسندہٗ صحیحٌ)

❷ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ ,يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ,وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ,وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ,وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ,وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ»

''رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی قرات کیا کرتے تھے۔''

(سنن الدارقطنی: ۲/۳۵، ح:۱۶۶۰، المستدرك للحاكم: ۱/۳۰۵، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/۲۸۵، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان احادیث سے بعض الناس نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر دلیل پکڑی ہے جبکہ ان میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔

③ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«اِنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا، فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ :مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَيْهِ وَأَنَا أَقْرَأُ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان نماز عشا کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر ادا کی، اس میں سورۃ النساء کی سو آیات پڑھ دیں، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ جیسی قرأت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔''

(سنن النسائی:۱۷۲۹،وسنده صحیح)

4 زاذان رحمہ اللہ سے روایت ہے:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے تھے، ہر رکعت میں مفصل کے آخر میں تین سورتیں پڑھتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲۸۸/۲،وسندهٗ حسنٌ)

5 امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«اِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي وِتْرِهِ مِنْ آخِرِ حِزْبِهِ»

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے وتر میں آخری حصہ تلاوت کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲۹۹/۲،وسندهٗ حسنٌ)

6 امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«اِقْرَأْ فِي الْوِتْرِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ»

''وتر میں سوۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھا کر۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲۹۹/۲۔۳۰۰،وسندهٗ صحیحٌ)

7 نیز فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُولَیَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ بِسُورَتَیْنِ ، وَفِی الآخِرَۃِ : (آمَنَ الرَّسُولُ)(سورۃ البقرۃ: 286,285/2)، وَ(قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ)

''وتر کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورتیں پڑھ اور آخری رکعت میں (آمَنَ الرَّسُولُ) اور سورۂ اخلاص پڑھ۔''

(مصنف ابن أبی شیبۃ:۲/۳۰۰، وسندہٗ حسنٌ)

8 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھنا ثابت ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۱/۲۹٤، سنن الدارقطنی:۲/۳٤، ح:۱٦٥۸، وسندہٗ حسنٌ)

وتروں کي دعا

1 سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وتر میں پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھائی:

«أَللّٰهُمَّ اهْدِنِی فِیمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِی وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ»

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں شامل کر کے، جن کو تو نے ہدایت دی ہے، مجھے عافیت دے، ان لوگوں میں شامل کر کے، جن کو تو نے عافیت دی ہے، مجھے دوست بنالے ان لوگوں میں شامل کر کے جن کو

تُو نے دوست بنایا ہے، جو چیز مجھے عطا کی ہے اس میں برکت دے، ہر اس چیز کے شر سے مجھے بچا، جو تو نے مقدر کر دی ہے، یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، جس کا تو دوست بن جائے، وہ ذلیل و رسوا نہیں ہوتا، تو بہت بلند ہے، اے ہمارے رب! تو بہت بابرکت ہے۔"

(سنن أبی داوٗد:١٤٢٥، سنن الترمذی:٤٦٤، سنن النسائی:١٧٤٦، سنن ابن ماجة:١١٧٨، صحیحٌ، مسند الامام احمد:١٩٩/١، وسندہٗ صحیحٌ، سنن الدارمی:١٦٦٣، وسندہٗ صحیحٌ، الدعاء للطبرانی:٧٤٨، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن"، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۷۲) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۹۵۔۱۰۹٦)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۹۴۵) اور حافظ ابن ملقن (البدر المنیر :۶۳۰/۳) نے "صحیح" کہا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام:۱/۴۵۵) اور حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخریج احادیث الاحیاء، ص:۱۸۳) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

سنن النسائی (۱۷۴۷) میں دُعا کے اختتام پر «وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ» کے الفاظ بھی ہیں۔

انہیں عبداللہ بن علی رحمہ اللہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کر رہے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«وَأَمَّا رِوَايَتُهٗ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَلَمْ يَثْبُتْ»

"سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ثابت نہیں۔"

(تهذيب التهذيب:٢٨٤/٥)

یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

لہٰذا حافظ نووی رحمہ اللہ کا (المجموع شرح المہذب:۴۴۱/۳) اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا صحیح نہیں۔ البتہ ان الفاظ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ (۱۱۰۰، وسندہٗ صحیح) میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قیام رمضان میں جب قنوت نازلہ پڑھتے تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تھے۔

2 سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قنوت وتر کی یہ دعا سکھلائی:

«أَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ، وتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ؛ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ»

''اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل کر کے ہدایت دے جن کو تو نے ہدایت دی ہے، ہمیں ان لوگوں میں شامل کر کے عافیت دے جنہیں تُو نے عافیت دی ہے، ہمیں ان لوگوں میں شامل کر کے دوست بنا لے جن کو تو نے دوست بنایا ہے، ہمیں اُس چیز میں برکت دے جو تو نے ہمیں عطا کی ہے، ہمیں ہر اس چیز کے شر سے محفوظ رکھ، جو تو نے مقدر کر دی ہے، بلاشبہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، جس کا تو دوست بن جائے، وہ ذلیل و رسوا نہیں ہوتا۔ تو بہت برکت والا اور

بہت بلند ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی:٧٣/٣، ح:٢٧٠٠، وسندہٗ صحیحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:

«رَبِّ أَعِنِّی وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ، وَانْصُرْنِی وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ، وَامْکُرْ لِی وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ، وَاهْدِنِی وَیَسِّرْ هُدَایَ إِلَیَّ، وَانْصُرْنِی عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ، أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی لَکَ شَاکِرًا، لَکَ ذَاکِرًا، لَکَ رَاهِبًا، لَکَ مِطْوَاعًا إِلَیْکَ، مُخْبِتًا، أَوْ مُنِیبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِی، وَاغْسِلْ حَوْبَتِی، وَأَجِبْ دَعْوَتِی، وَثَبِّتْ حُجَّتِی، وَاهْدِ قَلْبِی، وَسَدِّدْ لِسَانِی، وَاسْلُلْ سَخِیمَةَ قَلْبِی»

''میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما، میرے لیے مفید منصوبہ فرما، میرے خلاف منصوبہ بندی نہ فرما، مجھے ہدایت عطا فرما، ہدایت کا اتباع میرے لیے آسان فرمادے، جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما، الٰہی! مجھے اپنا شکر گزار، ذکر کرنے والا، ڈرنے والا، بہت فرماں برداری کرنے والا، تواضع کرنے والا یا توبہ کرنے والا بنا دے، میرے رب میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری حجت ثابت کر دے، میرے دل کی رہنمائی فرما، میری زبان کا بولنا درست کر دے اور میرے دل سے بغض و کینہ نکال

دے۔“

ابوالحسن طنافسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام وکیع رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا یہ دُعا میں قنوتِ وتر میں پڑھ لیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں!

(سنن أبی داوٗد:١٥١٠، السنن الکبریٰ للنسائی:١٠٣٦٨، سنن الترمذی:٣٥٥١، سنن ابن ماجة:٣٨٣٠، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (948) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (520/1) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

3 عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قنوتِ وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

«لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ ، وَمِلْءَ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ ، وَمِلْءَ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ، أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ، كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ :لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْت ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْت ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ»

”تیرے لئے اتنی زیادہ تعریف ہے جس سے ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان کا درمیانی حصہ بھر جائے، تُو ہی ثنا و بزرگی کا اہل ہے اور جو بندے نے کہا، تُو اس کا مستحق ہے، ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تو دینا چاہے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اُسے کوئی دینے والا نہیں، کسی بزرگی والے کو اس کی بزرگی تیرے مقابلہ میں فائدہ نہیں

دیتی۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۳۰۰، وسندہٗ صحیحٌ)

فائدہ:

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی انہوں نے قنوت نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

«اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَكْفُرُكَ »

"اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں، تیری ہی طرف دوڑ کر آتے اور تابعداری کرتے ہیں، ہم تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا حقیقی عذاب کفار کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے، اے اللہ! ہم تجھ سے مدد اور بخشش چاہتے ہیں، تجھے جھٹلاتے نہیں، تجھ پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو تجھ سے برائی کرتا ہے، اسے قطع تعلق کرتے ہیں۔"

(السنن الکبریٰ للبیہقی:۲/۲۰۱؛ وسندہٗ صحیحٌ)

اسے امام بیہقی رحمہ اللہ اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر:۴/۴۷۱) نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے، اسے امام طحاوی رحمہ اللہ (شرح معانی الآثار:۱/۲۴۹) میں

بسند ''صحیح'' نقل کیا ہے۔

قنوتِ وتر رکوع سے پہلے ہو یا بعد میں

❶ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ :سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ»

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر ادا فرماتے تھے، پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرماتے، آپ رکوع سے پہلے قنوت کرتے، جب فارغ ہوتے، تو تین مرتبہ ''سبحان الملک القدوس'' پڑھتے، آخری مرتبہ اپنی آواز کو لمبا فرماتے۔''

(سنن النسائی:۱۷۰۰، سنن ابن ماجة:۱۱۸۲، وسندهٗ صحيحٌ)

سنن دارقطنی (۱۶۴۴) میں سفیان ثوری کی فطر بن خلیفہ جو کہ ''ثقہ'' ہیں، نے متابعت کی رکھی ہے۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی التوحید (۱۹۱/۲، وسندہٗ حسن) اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی سنن کبریٰ (۳۸/۳۔۳۹) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

«عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُولَ إِذَا فَرَغْتُ مِنْ قِرَاءَتِی فِی الْوِتْرِ--------»

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا کہ جب میں وتر میں اپنی قرأت سے فارغ ہوں تو یہ پڑھوں.......''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«تَنْبِيهٌ :يَنْبَغِی أَنْ يُتَأَمَّلَ قَوْلُهُ فِی هٰذَا الطَّرِيقِ إِذَا رَفَعْتُ رَأْسِی وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُودُ فَقَدْ رَأَيْت فِی الْجُزْءِ الثَّانِی مِنْ فَوَائِدِ أَبِی بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مِهْرَانَ الْأَصْبَهَانِيِّ تَخْرِيجَ الْحَاكِمِ لَهُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْمُقْرِی قَالَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَيْهَقِيُّ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شَيْبَةَ الْمَدَنِيُّ الْحِزَامِيُّ ثَنَا ابْنُ أَبِی فُدَيْكٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ بِسَنَدِهِ وَلَفْظُهُ عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُولَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَذَكَرَهُ وَزَادَ فِی آخِرِهِ:لَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ»

''تنبیہ: اس سند میں راوی کے یہ الفاظ قابل غور ہیں: ''جب میں سر اُٹھا لوں اور صرف سجدے باقی رہ جائیں۔'' اس روایت کو میں نے ابوالشیخ الاصبہانی رحمہ اللہ کی کتاب ''فوائد'' کی دوسری جلد میں دیکھا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کو نقل کیا ہے، اس میں یہ الفاظ راوی نے بیان کیے ہیں: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھلائے تا کہ میں وتر میں رکوع

سے پہلے انہیں پڑھوں، اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں: (اے اللہ!)
تیرے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔۔۔"

(التلخيص الحبير:١/٢٤٨، ٢٤٩، ح:٣٧١)

بالکل اسی سند کے ساتھ مستدرک حاکم (١٧٣/٣) نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

«عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی وِتْرِی إِذَا رَفَعْتُ رَأْسِی وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُودُ۔۔۔»

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا کہ جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور صرف سجدے باقی رہ جائیں تو یہ دعا پڑھوں۔۔۔"

معلوم ہوا کہ قنوت وتر رکوع سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہے۔

اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِی شَیْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ»

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔"

(المعجم الكبير للطبرانی:٢٣٨/٩، ح:٩١٦٥، وسنده صحيح)

2 اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«اِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ»

''سعید بن جبیر رحمہ اللہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۳۰۲/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

بعض اہل علم سے قنوت وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عہد فاروقی میں وتروں کے اندر رکوع کے بعد قنوت وتر اور قنوت نازلہ کی۔ (صحیح ابن خزیمة: ۱۱۰۰، وسندہ صحیح) چوں کہ دونوں طرف روایات آتی ہیں، اگر کوئی اہل حدیث اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رکوع کے بعد ہاتھ اُٹھانے کا قائل و فاعل ہے، اس پر کوئی قدغن نہیں، کیونکہ معاملہ اجتہاد کا ہے، لہٰذا اسے باعثِ نزاع نہیں بنانا چاہیے، البتہ میرا اپنا عمل رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر قنوت کرنے کا ہے۔

فائدہ:

1. علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«اِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ»

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۳۰۲/۲)

تبصرہ:

اس کی سند ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

2. اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«إِنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ»

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۳۰۱/۲۔۳۰۲)

تبصرہ:

اس کی سند ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

3 اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ :قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ»

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتروں کی آخری رکعت میں سورت اخلاص پڑھتے پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی۹/۲۳۲۷:، ح:۹٤۲٥)

تبصرہ:

اس کی سند لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے،لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیئ الحفظ'' ہے۔

4 سائب رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ»

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۳۰۲/۲)

تبصرہ:

اس میں شریک بن عبداللہ ''مدلس'' ہے۔

5 ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«اِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِى الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ»

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۳۰۲)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، اس میں عطاء بن سائب ''مختلط'' راوی ہے، ہشیم بن بشیر نے اس سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

وتروں میں ہاتھ اُٹھانا

اولیٰ یہ ہے کہ وتروں میں دُعا رکوع سے پہلے ہو، اس میں قنوت ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض الموت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لائے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا:

«فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ»

''تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (دوران نماز ہی) اپنے ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھا

لیے، آپ ﷺ نے جو انہیں منصب امامت تفویض فرمایا، اس کی بہ دولت انہوں نے اللہ تعالیٰ حمد وستائش بیان کی۔''

(صحيح البخاري:٦٨٤، صحيح مسلم:٤٢١)

معلوم ہوا کہ کسی بھی نماز میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا مشروع اور جائز ہے، نبی کریم ﷺ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا ثابت ہے، قنوت تو قنوت ہی ہے، وتروں میں ہو یا نازلہ میں،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ»

''یقیناً میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے ہر نماز فجر میں ان (ستر قاریوں کے قاتل رعل اور ذکوان قبیلے والوں) کے لیے ہاتھ اُٹھا کر بددُعا کی۔''

(مسند الامام أحمد:٣/١٣٧، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۷۳۴۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

اس حدیث کے خلاف بعض الناس نے لکھا ہے:

''صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں، کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد

سے چسپاں نہیں ہے، اس لیے احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں۔"

(فتاویٰ دارلعلوم دیوبند:١٩٢/٤، مسائل قنوت نازلہ۔دارالاشاعت)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ قُنُوْتِهِ فِي الْوِتْرِ»

"قنوت وتر میں ہاتھ اُٹھائے۔"

(مسائل أحمد برواية عبدالله، ص:٩٠، مسئله:٣١٩)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

(مسائل الامام أحمد و اسحاق بن راهويه برواية الكوسج:٦٤٩/٢)

سلف صالحین میں کوئی ثقہ امام قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں۔

دُعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا

باقی رہا مسئلہ قنوت کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا.....تو یہ بھی درست اور جائز ہے۔

ابونعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ»

"میں نے دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دعا کے بعد ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔"

(الأدب المفرد للبخاری:٦٠٩، وسندهٗ حسنٌ)

اس کا راوی محمد بن فلیح اور اس کا باپ فلیح بن سلیمان دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ''موثق حسن الحدیث'' ہیں۔

«قَالَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ رَاهِوَيْهِ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا كَعْبٍ صَاحِبَ الْحَرِيْرِ يَدْعُوْ رَافِعًا يَّدَيْهِ فَاِذَا فَرَغَ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ رَّأَيْتَ يَفْعَلُ هٰذَا قَالَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِى الْحَسَنِ»

''معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوکعب عبد ربہ بن عبید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے اور دُعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا: آپ نے کس کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ فرمانے لگے: حسن بصری رحمہ اللہ کو۔''

(فض الوعاء فی أحادیث رفع الیدین بالدعاء للسیوطی:۵۹،وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

اس آثار سے معلوم ہوا کہ دُعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا درست ہے، خیر القرون میں ایسا کوئی نہیں جو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے اور بعد میں ہاتھ چہرے پر نہ پھیرے۔

وتروں میں تکبیر اور رفع الیدین

رفع الیدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے، جس سے بعض لوگوں کو خواہ مخواہ چڑ ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قنوت نازلہ سے پہلے رفع الیدین کیا کرتے تھے، بعض سلف قنوت وتر سے پہلے تکبیر کہا کرتے تھے، اُصول یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین ہے، اگر کوئی سلف کی پیروی کرتے ہوئے قنوت میں رکوع سے پہلے تکبیر

کہے گا تو قنوت میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے سے پہلے رفع الیدین کرے، دُعا کرنے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرے اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔

1 طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ ,فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ,كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ ,ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ»

''میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی، جب وہ دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی، پھر قنوت کیا، بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۱/۲۵۰،وسندہٗ صحیحٌ)

2 امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«سَمِعْتُ الْحَكَمَ ، وَحَمَّادًا ، وَأَبَا إِسْحَاقَ ، يَقُولُونَ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ:إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ، ثُمَّ قَنَتَ»

''میں نے سنا، حکم، حماد اور ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہم قنوت وتر کے بارے میں فرما رہے تھے: جب تو (قرأت سے) فارغ ہو جائے تو تکبیر کہہ کر قنوت پڑھ۔''

(مصنف ابن أبی شیبة:۲/۳۰۶، وسندہٗ صحیحٌ)

فائدہ 1

جب نماز وتر با جماعت ادا کی جائے اور امام بآواز بلند دعائے قنوت پڑھ رہا ہو تو مقتدی اس کی اقتدا میں ''آمین'' بھی کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رعل اور ذکوان وغیرہ کے خلاف نماز ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر میں قنوت کرتے رہے تو:

«وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ»

''صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آمین کہتے تھے۔''

(مسند الامام أحمد:۱/۳۰۱,۳۰۲،سنن أبی داوٗد:۱٤٤۳،وسندہٗ حسنٌ)

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَهٰذَا خَبَرٌ صَحِيحٌ عِنْدَنَا سَنَدُهُ»

''ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(تہذیب الآثار:۱/۳۱۸۔مسند ابن عباس)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۹۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۶۱۸) اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (زاد المعاد:۱/۲۷۱) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۲۵) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ أَوْ صَحِيْحٍ»

''اسے امام ابوداوٗد رحمہ اللہ نے حسن یا صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔''

(خلاصۃ الأحکام:۱/٤٦۱،المجموع شرح المهذب:۳/۵۰۲)

حافظ منذری رحمہ اللہ (البدر المنیر لابن الملقن:۳/۶۲۸) حافظ حازمی رحمہ اللہ (الاعتبار،ص:۸۵) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الأفکار:۲/۱۳۰) نے ''حسن'' کہا

ہے۔

فائدہ 2

غیر رمضان میں کبھی کبھار وتروں کی جماعت کا جواز ہے۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا ،فَقَالَ عُمَرُ:إِنِّي لَمْ أُوتِرْ ،فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ، فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ،لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

”جس رات سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وتر نہیں پڑھ سکا، چنانچہ ہم نے ان کے پیچھے صف بنالی، انہوں نے ہمیں تین رکعات وتر پڑھائے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرا۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی:۲۹۳/۱،وسندہٗ حسنٌ)

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

«اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ فِيْ غَايَةِ الصِّحَةِ، وَ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ»

”اس کی سند درجۂ صحت کی انتہا کو پہنچتی ہے،اس کے راوی صحیح البخاری کے ہیں۔“

(نخب الأفکار فی تنقیح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار:۱۰۵/۵)

تنبیه:

1 اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« اِنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ»

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورۂ اخلاص کی قرات کرتے پھر رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔''

(جزء رفع اليدين للبخاری:٩٦)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے اس میں لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیئ الحفظ'' ہے۔

2. ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ :فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ، وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ، وَفِي الْعِيدَيْنِ ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَبِجُمْعٍ وَعَرَفَاتٍ ، وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

''سات مواقع میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، نماز کے شروع میں، قنوتِ وتر کی تکبیر میں، عیدین میں، حجر اسود کو استلام کرتے وقت، صفا و مروہ پر، مزدلفہ و عرفات میں اور دونوں جمروں کے پاس کھڑے ہونے کے وقت۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی:١/١٧٨)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، اس میں قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اس میں ایک اور بالاتفاق ضعیف راوی موجود ہے۔

3 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو ایک دفعہ وتر پڑھتے دیکھا:

«إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ...»

''جب آپ قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور دعائے قنوت پڑھی۔''

(الاستيعاب لابن عبدالبر:٤٧١/٤، مصنف ابن أبی شيبة:٣٠٢/٢مختصراً)

تبصرہ:

یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ اس میں ابان بن ابی عیاش کذاب و متروک ہے۔

نیز ابراہیم نخعی کی تدلیس بھی ہے۔

4 اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُكَبِّرُ حِينَ يَفْرُغُ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوتِ كَبَّرَ وَرَكَعَ»

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب قرأت سے فارغ ہوتے، تو تکبیر کہتے، پھر جب قنوت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے اور رکوع کرتے۔''

(المعجم الكبير للطبرانی:٢٤٣/٩، ح:٩١٩٢)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، اس میں لیث بن ابی سلیم راوی ''ضعیف اور سی

الحفظ'' ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اس سے قنوت وتر مراد لینا بلا دلیل ہے۔

5 ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«اِنَّ الْقُنُوتَ فِی الْوِتْرِ وَاجِبٌ فِی شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَیْرِهٖ قَبْلَ الرُّکُوعِ، فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ فَکَبِّرْ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرْکَعَ فَکَبِّرْ أَیْضًا»

''قنوت وتر رمضان وغیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے، جب تو قنوت وتر کرنے کا ارادہ کرے، تو تکبیر کہہ اور جب تو رکوع کا ارادہ کرے تو بھی تکبیر کہہ۔''

(کتاب الحجج الشیبانی ۱/۲۰۰:، کتاب الآثار للشیبانی:۲۱۲)

تبصرہ:

یہ قول موضوع (من گھڑت) ہے، اس کا راوی محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے، یہ ابراہیم نخعی کا قول ہے، نہ کہ قرآن وحدیث۔

نماز وتر کے بعد کی دعا

1 سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوتِرُ بِثَلَاثِ رَکَعَاتٍ، کَانَ یَقْرَأُ فِی الْأُولٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی، وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُونَ، وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ :سُبْحَانَ

الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ»

''رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرماتے، آپ رکوع سے پہلے قنوت کرتے، جب وتر سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ «سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسِ» پڑھتے، آخری مرتبہ اپنی آواز کو لمبا فرماتے۔''

(سنن النسائی:١٧٠٠، سنن ابن ماجة:١١٨٢، وسندهٗ صحيحٌ)

سنن دارقطنی (۱۶۴۴) میں سفیان ثوری کی ثقہ راوی فطر بن خلیفہ نے متابعت کر رکھی ہے۔

سنن النسائی (۱۷۳۳، وسندہٗ صحیح) کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ «سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسِ» کہتے، تیسری مرتبہ اونچی آواز سے کہتے۔

یہ سنت مہجورہ ہے، وتروں کے بعد اس دعا کو باآواز بلند مسنون طریقہ سے بہت کم لوگ ہی پڑھتے ہیں۔

اس دعا کے بعد «رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» (فرشتوں اور روح الامین کا رب) کہنا بھی ثابت ہے۔

(سنن الدارقطنی:١٦٤٤، السنن الكبرىٰ للبيهقی:٤٠/٣؛وسندهٗ صحيحٌ)

2 سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ:

أَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِی ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

''رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثنا کو شمار نہیں کرسکتا، تو اسی طرح ہے جیسے تو نے اپنی ثنا بیان کی ہے۔''

(عمل الیوم واللیلة للنسائی:۸۹۲، وسندهٗ صحیحٌ متصل، مسند الامام احمد: ۱۱۸,۹۶/۱، سنن أبی داوٗد:۱٤۲۷، سنن النسائی:۱۷٤۸، سنن الترمذی:۳۵٦٦، سنن ابن ماجة:۱۱۷۹، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰٦/۱) نے اس کی سند کو ''صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تین رکعت وتر کا ثبوت:

❶ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم ﷺ کے رمضان میں قیام اللیل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

«مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِی رَمَضَانَ وَلَا

فِی غَیْرِہٖ عَلٰی إِحْدَی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّی أَرْبَعًا، فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ یُصَلِّی أَرْبَعًا، فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ یُصَلِّی ثَلَاثًا»

''رسولِ اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ چار رکعتیں ادا فرماتے مگر ان کی حُسن وخوبی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ! پھر آپ ﷺ چار رکعات اور ادا فرماتے، ان کی حُسن وخوبی اور طوالت کے بارے میں بھی نہ پوچھ! پھر آپ ﷺ تین رکعت (وتر) ادا فرماتے۔''

(صحیح البخاری :۱۱٤۷، صحیح مسلم :۷۳۸)

2 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

«اِنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَیْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ یَقُولُ :(إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَآیَاتٍ لِأُولِی الْأَلْبَابِ) (آل عمران:190) فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآیَاتِ حَتّٰی خَتَمَ السُّورَۃَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّی رَکْعَتَیْنِ، فَأَطَالَ فِیهِمَا الْقِیَامَ وَالرُّکُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَکَعَاتٍ، کُلَّ ذٰلِكَ یَسْتَاكُ وَیَتَوَضَّأُ وَیَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآیَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ»

''وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے، آپ ﷺ بیدار

ہوئے، مسواک کی اور وضو فرما کر سورۂ آل عمران کی آیت (190) پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ سورت ختم کر دی، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجدہ لمبا کیا، پھر سلام پھیرا اور سو گئے حتیٰ کہ خراٹے مارنے لگے، آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا اور چھ رکعات پڑھیں، ہر مرتبہ مسواک کرتے، وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے، پھر تین وتر پڑھے۔''

(صحيح مسلم :۱۹۱/۷٦۳)

تین رکعت وتر کا طریقۂ ادائیگی

تین رکعت وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

پہلا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت وتر ادا کر کے سلام پھیرا جائے اور پھر ایک رکعت الگ ادا کی جائے۔ رسولِ اکرم ﷺ سے یہی طریقہ ثابت ہے۔ آیئے اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

1. سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوَتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا»

''رسولِ اکرم ﷺ (وتر کی) جفت اور طاق رکعت کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے اور ہمیں سلام کی آواز سناتے تھے۔''

(مسند الامام احمد :٧٦/٢، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کوامام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن حبان :٢٤٣٣، ٢٤٣٥)

تنبیہ بلیغ

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب یہ روایت مستدرک کی طرف منسوب کرکے اسے ''قوی'' قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

«وَقَدْ مَکَثْتُ نَحْوَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةٍ أَتَفَکَّرُ فِیْهِ ثُمَّ سَنَحَ لِیْ جَوَابٌ یَشْفِیْ وَ یَکْفِیْ»

''میں چودہ سال تک اس حدیث کا جواب سوچتا رہا، بالآخر مجھے اس کا شافی وکافی جواب مل گیا۔''

(فیض الباری:٣٧٥/٢،العرف الشذی:١٠٧/١،معارف السنن للبنوری:٢٦٤/٤،واللفظ لهٗ، درس ترمذی از تقی عثمانی:٢٢٤/٣)

کشمیری صاحب کا ایک حدیث کو ''قوی'' تسلیم کرنے کے بعد چودہ سال تک اس کا جواب سوچنا تعجب خیز ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے جس حدیث کو محدثین نے صحیح اور قابل عمل قرار دیں، فوراً اسے تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا ہو جانا چاہئے، یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت کی علامت ہے، اگر ہم صحیح احادیث کو اپنی خواہشات کا تختۂ مشق بناتے رہیں گے تو ہمارے اور یہودیوں کے درمیان کیا فرق باقی رہ جائے گا۔

2 نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ :كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ»

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرتے، یہاں تک کہ کسی کام کا حکم بھی فرما دیتے تھے۔''

(صحیح البخاری: ۹۹۱، الموطا للامام مالک: ۱۲۵/۱، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۷۸/۱-۳۷۹، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباری: ۴۸۲/۲)

3 امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ آلُ سَعْدٍ، وَآلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةِ الْوَتْرِ، وَيُوتِرُونَ بِرَكْعَةٍ»

''سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے خاندان والے وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے، پھر ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة: ۲۹۲/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

4 عبداللہ بن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ الْحَسَنُ يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ»

''امام حسن بصری رحمہ اللہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة: ۲۹۲/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

نبی اکرم ﷺ سے ایک سلام کے ساتھ تین وتر ثابت نہیں

نبی اکرم ﷺ سے ایک سلام کے ساتھ تین وتر ثابت نہیں، آیئے ملاحظہ فرمائیں:

❶ بعض لوگوں نے صحیح بخاری ومسلم کی مذکورۃ الصدر حدیث سے تین رکعت نمازِ وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر استدلال کیا ہے، لیکن ان کا استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم (٧٣٦/١٢٢) میں موجود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ»

''نمازِ عشا جسے لوگ ''عتمہ'' کہتے ہیں اور فجر کی نماز کے درمیان میں نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے، آپ ﷺ ہر دو رکعت کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کیا کرتے تھے۔''

یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ نبی اکرم ﷺ تین رکعات نمازِ وتر دو سلام سے ہی ادا کرتے تھے، کیونکہ فعل مضارع پر ''کان'' داخل ہو تو کوئی مخالف قرینہ نہ ہونے کی صورت میں اسے استمرار پر ہی محمول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک رکعت وتر الگ پڑھنے کو آپ ﷺ کا دائمی واکثری عمل بتایا ہے۔

2 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ»

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر (اکٹھے) ادا کرتے تھے۔''

(سنن النسائی :١٦٩٩)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔اس میں قتادہ راوی ''مدلس'' ہیں، جو کہ لفظِ ''عن'' سے روایت بیان کر رہے ہیں۔

3 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، يَرْكَعُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ جَالِسٌ»

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشا کی نماز ادا فرما کر گھر میں داخل ہوتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر ان سے بھی لمبی دو رکعتیں پڑھتے، پھر تین وتر ادا فرماتے۔ ان میں سلام پھیر کر فاصلہ نہ کرتے۔ پھر دو رکعتیں بیٹھ کر ادا فرماتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔''

(مسند الامام احمد :٦/١٥٥ـ١٥٦)

تبصرہ:

اس کی سند امام حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

5 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ»

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح وتر پڑھتے تھے۔ وتر کا یہ طریقہ اہل مدینہ نے انہی سے لیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم: ١/٣٠٤)

تبصرہ:

اس کی سند قتادہ رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«عَلٰى عُلُوِّ قَدْرِهِ يُدَلِّسُ، وَيَأْخُذُ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ»

''امام قتادہ رحمہ اللہ اپنی بلند قدر و منزلت کے باوجود تدلیس بھی کرتے تھے اور ہر طرح کے راویوں سے روایات لیتے تھے۔''

(المستدرك على الصحيحين: ٨٥١)

6 سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، وَيَقُولُ. يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ. :سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ،ثَلَاثًا»

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے اور سلام کے بعد تین مرتبہ ''سبحان الملک القدوس'' پڑھتے تھے۔''

(سنن النسائی :١٧٠٢)

تبصرہ:

اس کی سند قتادہ راوی کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ فِيهِنَّ حَتّٰى يَنْصَرِفَ»

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے وقت صرف آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔''

(شرح مشکل الآثار للطحاوی:۳٦۸/۱۱،ح:٤٥۰۱،مسند الشاشی:۱٤۳۲)

تبصرہ:

اس کی سند حفص بن غیاث کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

7 ثابت البنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«قَالَ أَنَسٌ:يَا أَبَا مُحَمَّدٍ!خُذْ مِنِّيْ ، فَإِنِّيْ أَخَذْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ ، وَلَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّيْ ، قَالَ :ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ ، ثُمَّ صَلّٰى سِتَّ رَكْعَاتٍ ، يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ، يُسَلِّمُ فِيْ آخِرِهِنَّ»

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:اے ابومحمد!(ثابت البنانی کی کنیت) مجھ سے سیکھ لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے اور تم مجھ سے زیادہ ثقہ آدمی سے ہرگز نہیں سیکھ سکتے۔ ثابت البنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے عشا کی نماز پڑھائی، پھر چھ رکعات نفل ادا کیے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین رکعات وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا۔''

(کنز العمال:٦٦/۸،تاریخ ابن عساکر:۲٦۸/۹)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔اس میں میمون بن عبداللہ، ابوعبداللہ راوی ہے، جو کہ ''مجہول'' ہے۔

(تقریب التهذيب لابن حجر :٧٠٤٨)

لہٰذا اس سے حجت لینا درست نہیں۔

8 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَرْسَلْتُ أُمِّی لَیْلَةً لِتَبِیتَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنْظُرَ کَیْفَ یُوتِرُ (فَبَاتَتْ عِنْدَ النَّبِیِّ فَصَلَّی مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یُصَلِّی، حَتّٰی إِذَا کان آخر اللیل وأراد الوتر قرأ بسبح اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَی فِی الرَّكْعَةِ الْأُولَی، وَقَرَأَ فی الثانية قل یا أیها الْکَافِرُونَ .ثُمَّ قَعَدَ، ثُمَّ قَامَ، وَلَمْ یَفْصِلْ بینهما بالسلام، ثم قرأ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُواً أَحَدٌ حَتّٰی إِذَا فَرَغَ کَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، فَدَعَا مما شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَدْعُوَ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَکَعَ»

''میں نے ایک دفعہ اپنی والدہ کو رات بسر کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کیسے پڑھتے ہیں؟ (آپ کی والدہ فرماتی ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہی حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ ہوگیا اور آپ نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الکافرون پڑھی۔ پھر قعدہ کیا، پھر قعدہ کے بعد کھڑے ہوئے

اوران کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ الاخلاص پڑھی۔ جب آپ ﷺ قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اوردعائے قنوت پڑھی اورقنوت میں جواللہ نے چاہا دعا مانگی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا۔''

(الاستيعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبد البر :٧١/٤، مصنف ابن أبی شيبة :٣٠٢/٢)

تبصرہ:

یہ روایت من گھڑت ہے۔اس میں ابان بن عیاش راوی ''کذاب اورمتروک'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(تقريب التهذيب:١٤٢)

نیز فرماتے ہیں:

«ضَعِيْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ»

''یہ راوی بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(فتح الباری شرح صحيح البخاری:٩/٢٢٢_٢٣٩)

نیز اس روایت میں ابراہیم نخعی مدلس ہیں، جو کہ ''عن'' سے روایت کررہے ہیں۔

دوسرا طریقہ

بعض صحابہ کرام اورسلف سے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے جو کہ جواز پرمحمول ہے، چنانچہ:

1. سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ :إِنِّي لَمْ أُوتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

''ہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے وتر ادا نہیں کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں تین وتر پڑھائے اور صرف آخر میں سلام پھیرا۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۳/۱، وسندہٗ حسنٌ)

2. ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«صَلَّى بِي أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْوِتْرَ أَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفَنَا ,ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ,لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ,ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي»

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین وتر پڑھائے۔ میں ان کی دائیں جانب تھا اور ان کی ام الولد لونڈی ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف آخر میں سلام پھیرا۔ میں سمجھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے تعلیم دے رہے ہیں۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۴/۱، وسندہٗ حسنٌ)

3. ثابت بنانی رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں:

«اِنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور صرف آخر میں سلام پھیرا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة :۲/۲۹٤، وسندهٗ صحیحٌ)

4 ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ، وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ»

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ وتروں کی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة :۲/۲۹۵،وسندهٗ صحیحٌ)

5 ہشام الغاز رحمہ اللہ، امام مکحول رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«اِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْنِ»

''آپ رحمہ اللہ تین وتر پڑھتے تھے، صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة :۲/۲۹٤، وسندهٗ صحیحٌ)

6 ابوالزناد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا , لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

''امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فقہائے کرام کے مشورے سے مدینہ میں تین وتر مقرر کیے، جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جاتا تھا۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی :۱/۲۹٦، وسندهٗ حسن)

7 قیس بن سعد رحمہ اللہ، امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«اِنَّـهُ كَـانَ يُـوتِـرُ بِثَلَاثٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ، وَلَا يَتَشَهَّدُ إِلَّا فِی آخِرِهِنَّ»

''آپ رحمہ اللہ تین وتر پڑھتے ، درمیان میں نہ بیٹھتے ، نہ تشہد پڑھتے ، صرف آخر میں ہی تشہد پڑھتے تھے۔''

(المستدرك للحاكم :١/٣٠٥، السنن الكبرٰى للبيهقى :٣/٢٩، واللفظ له ، وسندهٗ حسن)

تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھنے کا طریقہ یہی ہے ، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُـوتِـرُوا بِثَلَاثٍ، وَلَا تَشَبَّهُـوا بِـصَلَاةِ الْـمَـغْـرِبِ، أَوْتِـرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ»

''تم تین وتر نہ پڑھو، (وتر کو) مغرب کی نماز کے ساتھ تشبیہ نہ دو، بلکہ پانچ یا سات وتر پڑھو۔''

(سنن الدارقطني :٢/٢٤، ح :١٦٣٤، المستدرك للحاكم :١/٣٠٤، السنن الكبرىٰ للبيهقى :٣/٣١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' کہا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۴۲۹) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

تین وتر سے ممانعت نمازِ مغرب کی مشابہت کی وجہ سے ہے، مغرب کی نماز سے مشابہت یہ ہے کہ تین رکعت نمازِ وتر میں نمازِ مغرب کی طرح دو تشہدوں کے ساتھ

پڑھی جائے۔ اگر دو رکعتوں کے بعد تشہد کے بجائے سیدھا کھڑا ہوا جائے تو مغرب سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے۔

تنبیہ ❶

«عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِی الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِی مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِی الشَّیْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا .فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ :أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِی آخِرِهِنَّ فَهٰذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِی آخِرِهِنَّ»

”ابوالزناد رحمہ اللہ نے فقہائے سبعہ، سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ، سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہم سے دیگر فقیہ، اہل صلاح اور صاحبِ فضل بزرگوں کی موجودگی میں روایت کی ہے، یہ بزرگ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو اس شخص کے قول پر عمل کرتے، جو زیادہ ذی رائے اور افضل ہوتا۔ میں نے اس انداز میں جو باتیں ان سے یاد کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین

ہیں، جن میں سلام فقط آخر ہی میں پھیرا جائے گا، ہماری طرف سے بیان کردہ مذکورہ رائے مدینہ منورہ کے فقہا اور علما کی ہے، ان سب کا اتفاق ہے کہ وتر تین ہیں، جن میں سلام فقط آخر ہی میں پھیرا جائے گا۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی :۲۹۷/۱)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔اس کے راوی ابوالعوام محمد بن عبداللہ بن عبدالجبار المرادی کے حالات نہیں مل سکے۔

صاحبِ کشف الاستار لکھتے ہیں :

«لَمْ أَرَ مَنْ تَرَجَّمَهٗ»

''میرے علم میں کسی نے اس کے حالات درج نہیں کیے۔''

(کشف الاستار عن رجال معانی الآثار تلخیص معانی الاخیار ، ص:۲۳)

تنبیہ 2

«عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ :أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْوَتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»

''امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین ہیں اوران کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة :۲۹٤/۲)

تبصرہ:

یہ جھوٹ کا پلندا ہے۔اس کا راوی عمرو بن عبید ''کذاب'' اور ''متروک'' ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«كَانَ مَتْرُوْكَ الْحَدِيْثِ»

''یہ متروک الحدیث راوی تھا۔''

(الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم :٦/٢٣٧)

امام یونس بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«يَكْذِبُ فِی الْحَدِيْثِ»

''یہ حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔''

(الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم :٦/٢٤٦)

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حمید رحمہ اللہ نے فرمایا:

«لَا تَأْخُذْ عَنْ هٰذَا شَيْئًا ، فَإِنَّهُ يُكَذِّبُ عَلَى الْحَسَنِ»

''اس (عمرو بن عبید) سے کوئی روایت نہ لینا۔ یہ حسن بصری رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔''

(الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم:٦/٢٤٦)

اس قول میں دوسری علت یہ ہے کہ اس میں حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں۔

صحیح احادیث و آثار کے خلاف جھوٹا اجماع پیش کرنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں؟

خود امام حسن بصری رحمہ اللہ سے نمازِ وتر میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا ثابت ہے۔

(مصنف ابن أبی شیبة :۲۹۲/۲، وسندهٗ صحیحٌ)

وتروں کے بعد دو رکعتوں کا ثبوت

نماز وتر کے بعد دو رکعتوں کا جواز صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

1. سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، ثُمَّ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ»

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (رات کی) نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ رکعتیں پڑھتے، پھر وتر ادا کرتے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے، پھر اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو سنتیں ادا کرتے۔''

(صحیح مسلم:۷۳۸)

یہ حدیث وتروں کے بعد دو رکعت نماز کے جواز پر دلیل ہے۔

2. سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتروں کے بارے میں بتائیں، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ہم آپ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتے، اللہ جب چاہتا آپ

کو بیدار فرماتا، آپ ﷺ مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشہد بیٹھتے، پھر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے اور دعا کرتے پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے۔

«ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ»

''پھر آپ ﷺ (وتروں کا) سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں ادا فرماتے۔''

(صحیح مسلم:٧٤٦؛مسند الامام احمد:٥٤,٥٣/٦،سنن أبی داوٗد:١٣٤٥.١٣٤٢، سنن النسائی:١٧٢٥.١٧١٩،سنن الترمذی:٤٤٥،سنن ابن ماجة:١١٩١)

3 ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ ایک وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، ان میں قرأت بھی کرتے، جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔''

(سنن ابن ماجة:١١٩٦، وسندهٗ صحیح و اصله فی صحیح مسلم:٧٤٦)

ان احادیث مبارکہ سے وتروں کے بعد دو رکعتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

4 نبی کریم ﷺ کے غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى سَفَرٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ

''رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک یہ سفر با مشقت اور بوجھل ہے۔ جب تم میں سے کوئی وتر پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھ لے، اگر وہ (تہجد ادا کرنے کے لیے) بیدار ہوتا ہے۔ (تو بہتر ہے) ورنہ یہ دو رکعتیں اس کی جگہ کافی ہیں۔''

(سنن الدارمی:١٦٠٢،سنن الدارقطنی:١٦٦٥،شرح معانی الآثار للطحاوی:٣٤١/١، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (١٦٠٦) اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما (٢٥٧٧) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس حدیث سے ان لوگوں کا ردّ ہوتا ہے۔ جو وتروں کے بعد دو رکعتوں کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

''تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

(صحیح البخاری:٩٩٨، صحیح مسلم:٧٥١)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز وتر نماز عشا سے پہلے نہ پڑھو یا یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ عام حکم استحباب پر محمول ہے۔ مذکورہ بالا حدیثِ ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ میں وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں خصوصی حکم بھی استحباب پر محمول ہے۔ یہ خاص حکم

عام پر مقدم ہے۔لہٰذا وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا جائز ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الصَّلَاةُ فِی کُلِّ وَقْتٍ جَائِزَۃٌ إِلَّا وَقْتًا نَهَی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهِ، وَالْأَوْقَاتُ الَّتِی نَهَی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا وَقْتُ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَوَقْتُ الزَّوَالِ، وَوَقْتُ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَالصَّلَاةُ فِی سَائِرِ الْأَوْقَاتِ طَلْقٌ مُبَاحٌ، لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَمْنَعَ فِيهَا إِلَّا بِحُجَّةٍ، وَلَا حُجَّةَ مَعَ مَنْ كَرِهَ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْوِتْرِ، فَدَلَّ فِعْلُهُ هٰذَا عَلٰی أَنَّ قَوْلَهُ :اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا عَلَی الِاخْتِيَارِ لَا عَلَی الْإِيجَابِ، فَنَحْنُ نَسْتَحِبُّ أَنْ يَجْعَلَ الْمَرْءُ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا، وَلَا نَكْرَهُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْوِتْرِ، وَقَائِلُ هٰذَا قَائِلٌ بِالْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا

”نماز ہر وقت جائز ہے سوائے ان اوقات کے جن میں نبی کریم ﷺ نے نماز کی ادائیگی ممنوع قرار دی ہے،طلوع آفتاب، زوال اور غروب آفتاب کے وقت آپ نے نماز سے منع کر دیا ہے، باقی اوقات میں نماز مطلقاً مباح ہے۔کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دلیل و حجت کے بغیر ان اوقات میں نماز سے منع کرے، نیز جو وتروں کے بعد نماز کو مکروہ گردانتا ہے وہ دلیل و حجت سے تہی دست ہے۔ نبی کریم ﷺ کا وتروں کے بعد نماز پڑھنا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان: «اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا» اختیاری ہے، واجبی نہیں، ہم بھی

مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی وتروں کو آخری نماز بنائے، لیکن وتروں کے بعد نماز کو مکروہ بھی نہیں سمجھتے، یہ بات کہنے والا دونوں حدیثوں کا قائل (و فاعل) ہوگا۔"

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف:٥/٢٠٢)

5 عمران بن حدیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«اِنَّهٗ كَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْوِتْرِ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ»

"(امام ابومجلز رحمہ اللہ تابعی) وتر کے بعد صرف دو رکعتیں پڑھتے تھے۔"

(مصنف ابن أبی شیبة:٢/٢٨٣، وسندهٗ صحیحٌ)

سواری پر وِتر کی ادائیگی

سنتِ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام :

رسول اللہ ﷺ سے سواری پر وتر ادا کرنا ثابت ہے، جیسا کہ:

1 صحابی جلیل، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ، يُوْمِي إِيمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ، إِلَّا الْفَرَائِضَ، وَيُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ»

"نبی اکرم ﷺ فرائض کے علاوہ باقی نماز سفر میں اپنی سواری ہی پر ادا کر لیتے تھے، اس کا رُخ جس طرف بھی ہوتا، آپ ﷺ اشارے سے نماز پڑھ لیتے تھے اور وتر بھی سواری پر ادا فرماتے تھے۔"

(صحيح البخاري : ١/١٣٦، ح : ١٠٠٠، صحيح مسلم : ١/٢٤٤، ح : ٧٠٠)

2 عظیم تابعی، سعید بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟، فَقُلْتُ: خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى، وَاللّٰهِ! قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ»

''میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا۔ جب مجھے صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہوا تو میں نے سواری سے نیچے اُتر کر وتر ادا کیے، پھر میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جا ملا۔ انہوں نے پوچھا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا: مجھے صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہوا تو میں نے سواری سے اُتر کر وِتر ادا کر لیے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ قابل عمل نہیں ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وِتر ادا کر لیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري: ١٣٦/١، ح: ٩٩٩، صحيح مسلم: ٢٤٤/١، ح: ٣٦/٧٠٠)

3 نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ»

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھ لیتے اور وتر بھی اسی پر ادا فرماتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ١٠٩٥، صحيح مسلم : ٧٠٠)

4 سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ»

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر وتر ادا فرما لیتے تھے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٦/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

سواري پر وتر اور صحابئ رسول سيدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما:

❀ جریر بن حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«قُلْتُ لِنَافِعٍ : أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ؟ قَالَ : وَهَلْ لِّلْوِتْرِ فَضِيلَةٌ عَلٰى سَائِرِ التَّطَوُّعِ؟ إِي، وَاللّٰهِ ! لَقَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَيْهَا»

''میں نے نافع (مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ کیا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر ادا کر لیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کیا وِتر کو باقی نوافل پر کوئی فضیلت ہے (کہ وہ سواری پر ادا نہ کیا جا سکتے)؟۔ اللہ کی قسم! وہ سواری پر وِتر (بھی) ادا کر لیا کرتے تھے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٦/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عبداللہ بن دینار تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

«وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ»

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وِتر ادا کیا کرتے تھے۔''

(السنن الكبرٰى للنسائي : ٤٥٦/١، تهذيب الآثار للطبري : ٥٤٢/١، وسندهٗ صحيحٌ)

عظیم تابعی، امام سالم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

«إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي فِي اللَّيْلِ، وَيُوتِرُ رَاكِبًا عَلٰى بَعِيرِهٖ، لَا يُبَالِي حَيْثُ وَجَّهَهٗ»

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو نماز ادا فرماتے تو اپنی سواری پر ہی وتر ادا کر لیا کرتے تھے، اس کا رُخ جس طرف بھی ہوتا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٠٥/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

سواري پر نماز وتر کي ادائيگي اور فقهائے اُمت:

عظیم المرتبت تابعی، فقیہ امت، امام حسن بصری رحمہ اللہ (م:١١٠ھ) کے بارے میں ہے:

«كَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ»

''وہ اس بات میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے کہ آدمی اپنی سواری پر وِتر پڑھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٩٨/٢، وسندهٗ حسنٌ)

امام موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«وَقَدْ رَأَيْتُ أَنَا سَالِمًا يَّصْنَعُ ذٰلِكَ»

’’میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو سواری پر وِتر ادا کرتے ہوئے دیکھا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : ۱۰۵/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

جلیل القدر تابعی، مشہور فقیہ، نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ (م: ۱۱۷ھ) کے بیٹے ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«إِنَّ أَبَاهُ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ»

’’ان کے والد (نافع رحمہ اللہ) اونٹ پر وِتر ادا کرلیا کرتے تھے۔‘‘

(مصنف ابن أبي شيبة : ۹۷/۲، وسندہٗ صحیحٌ)

فقیہ عراق، امام ابوعبداللہ، سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ (۹۷۔۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

«أَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُّوتِرَ عَلَى الْأَرْضِ، وَأَيُّ ذٰلِكَ فَعَلَ، أَجْزَأَهٗ»

’’مجھے زمین پر وتر پڑھنا زیادہ پسند ہے،لیکن جیسے بھی پڑھ لیے جائیں، جائز ہیں۔‘‘

(تهذيب الآثار للطبري : ۵۴۵/۱، وسندہٗ صحیحٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ سواری پر وتر ادا کرنے کو جائز سمجھتے تھے۔امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلٰى هٰذَا، وَرَأَوْا أَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَبِهٖ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ»

’’اس حدیث پر بعض صحابہ کرام اور دیگر اہل علم نے عمل کیا ہے اور ان کی رائے میں آدمی کا اپنی سواری پر وتر ادا کرنا جائز ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔‘‘

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٤٧٢)

امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۱۶۴۔۲۴۱ھ) کے بیٹے ابوفضل صالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«سَأَلْتُ أَبِي : يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلٰى بَعِيرِهٖ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَدْ أَوْتَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعِيرِهٖ»

’’میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا آدمی اپنے اونٹ پر وتر ادا کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! یقیناً نبی اکرم ﷺ نے اپنے اونٹ پر وتر ادا فرمائے ہیں۔‘‘

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح : ٢٥٧/٢، الرقم : ٨٥٩)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (۱۶۱۔۲۳۸ھ) فرماتے ہیں:

«اَلسُّنَّةُ الْوِتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ»

’’سفر میں سواری پر وتر ادا کرنا سنتِ رسول ہے۔‘‘

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه للكوسج : ٦٥٠/٢، الرقم : ٢٩٧)

مشہور امام، ابومحمد، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن فضل بن بہرام دارمی رحمہ اللہ (۱۸۱۔۲۵۵ھ) نے جب سواری پر وتر ادا کرنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی تو اُن سے پوچھا گیا:

«تَأْخُذُ بِهٖ؟»

''کیا آپ اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

«نَعَمْ» ''ہاں! (میں اس کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں)۔''

(سنن الدارمي : ۹۹۱/۲)

امام اہل سنت، رئیس المفسرین، ابو جعفر، محمد بن جریر، طبری رحمہ اللہ (۲۲۴۔۳۰۱ھ) سواری پر وتر کے بارے میں اختلاف اور دلائل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي الْوِتْرِ رَاكِبًا، قَوْلُ مَنْ أَجَازَهٗ، لِمَعَانٍ: أَحَدُهَا صِحَّةُ الْخَبَرِ الْوَارِدِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَهُوَ الْإِمَامُ الْمُقْتَدٰى بِهٖ»

''سواری پر وِتر کی ادائیگی (کے جواز اور عدمِ جواز) کے بارے میں اس شخص کی بات درست ہے، جو اسے جائز کہتا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ سواری پر وِتر ادا کرنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مروی احادیث ثابت ہیں اور آپ ﷺ ہی وہ امام ہیں جن کی اقتدا کی جانی چاہیے۔''

(تهذيب الآثار للطبري : ٥٤٥/٥)

امام الائمہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ) حدیث ابن عمر پر یوں تبویب فرماتے ہیں:

«بَابُ إِبَاحَةِ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ»

''سواری پر وتر کے جائز ہونے کا بیان۔''

(صحيح ابن خزيمة : ٢٤٩/٢)

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) اس کے جواز کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«ذِكْرُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ، ثَبَتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ»

''سواری پر وتر ادا کرنے کا بیان۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : ٢٠١/٥)

علامہ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) نے یوں باب قائم کیا ہے:

«بَابُ جَوَازِ الْوِتْرِ جَالِسًا، وَعَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ»

''اس بات کا بیان کہ بیٹھ کر وتر پڑھنا اور سفر میں سواری پر وتر ادا کرنا جائز ہے۔''

(خلاصة الأحكام في مهمّات السنن وقواعد الإسلام : ٥٦٢/١)

سواري پر نماز وتر كي ادائيگي اور فقه حنفي:

اس صحیح و ثابت سنتِ رسول، عملِ صحابہ، فہم ائمہ دین اور فقہائے اُمت کے خلاف سواری پر وتر ادا کرنے کے بارے میں فقہ حنفی کا فتویٰ یہ ہے:

«وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُّوتِرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ»

''سواری پر وتر ادا کرنا جائز نہیں۔''

(الفتاوى الهنديّة المعروف به فتاوى عالمگيرى : ١/١١١، البناية شرح الهداية للعيني الحنفي : ٢/٤٧٧، البحر الرائق لابن نجيم الحنفي : ٢/٤١)

سنتِ رسول اور حنفي تاويلات:

قارئین کرام صحیح احادیث سے یہ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سواری پر وتر ادا کرنا نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سنت ہے۔ جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سنت سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ائمہ دین اور فقہائے امت نے اسے سنت رسول ہی بتایا ہے۔

اس صحیح و ثابت سنتِ رسول کو قبول کرنے کی سعادت احناف کے حصے میں نہیں آئی، بلکہ انہوں نے اسے اپنی نام نہاد فقہ کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے اس میں عجیب و غریب تاویلات اور گمراہ کن دعوے کیے ہیں۔ آیئے ان تاویلاتِ باطلہ کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

تاویل نمبر ①:

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۸۷۵۔۱۹۳۳ء) لکھتے ہیں:

«أَمَّا ابْنُ عُمَرَ، فَالْجَوَابُ عِنْدِي أَنَّهُ مِمَّنْ لَّمْ يَكُنْ يُّفَرِّقُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَصَلَاةِ اللَّيْلِ، وَكَانَ يُطْلِقُ الْوِتْرَ عَلَى الْمَجْمُوعِ، فَيُمْكِنُ أَنْ يَّكُونَ مَا ذَكَرَهُ مِنْ وِتْرِهِ عَلَى الدَّابَّةِ، هِيَ صَلَاةَ اللَّيْلِ»

”سیدنا ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے بیان کا تو میرے پاس یہ جواب ہے کہ وہ وتر اور نماز تہجد میں فرق نہیں کرتے تھے، بلکہ ساری نماز کے لیے وتر ہی کا لفظ

استعمال کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے سواری پر آپ ﷺ کے وتر کا جوذکر کیا ہے، اس سے مراد تہجد کی نماز ہو۔''

(فيض الباري : ١٩٤/٣)

علامہ زیلعی حنفی (م:٧٦٢ھ) اور علامہ عینی حنفی (م:٨٥٥ھ) نے کیا خوب کہا ہے کہ:

«اَلْمُقَلِّدُ ذَهِلٌ، وَالْمُقَلِّدُ جَهِلٌ»

''مقلد حقائق سے چشم پوشی کرنے والا اور جاہل ہوتا ہے۔''

(نصب الراية للزيلعي : ٢١٩/١، ٢٢٨/٣، البناية شرح الهداية للعيني : ٣١٧/١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فہم پر یہ حملہ دیکھ کر ہمیں بھی بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس مسئلے میں شاہ صاحب نے علم و عقل سے خوب دشمنی کمائی ہے۔ یہ احادیث بول بول بتا رہی ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہاں وتر اور تہجد کو نہ خود ایک سمجھا ہے، نہ اپنے شاگرد سعید بن یسار تابعی رحمہ اللہ کے سامنے اسے ایک شمار کیا ہے، بلکہ ان کی مراد سراسر اصطلاحی وتر ہی تھی۔ یہ بات ادنیٰ شعور رکھنے والے شخص کو ادنیٰ غور و فکر سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔

تابعی سعید بن یسار رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے استفسار پر بتایا تھا کہ:

«خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ»

''مجھے صبح صادق کے طلوع ہونے کا خدشہ ہوا تو میں نے اُتر پر وتر ادا کر لیے۔''

کیا جب اتنا تھوڑا وقت ہو کہ صبح صادق کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو رہا ہو تو پوری

نمازتہجد ادا کی جاسکتی ہے؟ کیا کوئی عقل منداس طرح کی ہفوات پر کان دھر سکتا ہے؟

آیئے اب ہم آپ کو یہی بات حدیثِ رسول کی روشنی میں بتاتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: «مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

''ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے پوچھا: رات کی نماز (تہجد) کس طرح پڑھنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت کر کے۔ پھر جب صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو ایک وتر ادا کر لے۔''

(صحيح البخاري: ٤٧٣، صحيح مسلم: ٧٤٩)

یعنی بقولِ رسول مقبول ﷺ بھی جب صبح صادق طلوع ہونے کے قریب ہو تو اصطلاحی وتر ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ اب کس کس حدیث کی مخالفت پر افسوس کریں! اس حدیث میں خود رسولِ اکرم ﷺ نے ایک وتر پڑھنے کا حکم دیا ہے، لیکن احناف اسے بھی تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ بھلا مؤخر الذکر حدیث سننے کے بعد کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے کے عین قریبی وقت میں وتر پڑھنے سے مراد تہجد پڑھنا ہے؟ یہ حدیث بھی رسولِ اکرم ﷺ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی نے بیان کی ہے۔ بھلا وہ کیسے سعید بن یسار کے اصطلاحی وتر کو تہجد سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے تھے؟ فہم کی ایسی غلطی میں تو کوئی ادنیٰ شعور رکھنے والا عام آدمی بھی مبتلا نہیں ہوسکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری ذکر کردہ پہلی حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی نے

رسول اکرم ﷺ کی نماز تہجد اور وتر دونوں کو الگ الگ ذکر کر کے یہ صراحت کی ہے کہ آپ ﷺ تہجد اور وتر دونوں کو سواری پر ادا فرمایا کرتے تھے۔ کیا اب بھی کوئی یہ بہانہ کر سکے گا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تہجد اور وتر، دونوں کو وتر کہتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہماری ذکر کردہ تیسری روایت میں نافع تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ وتر اپنی سواری ہی پر ادا کر لیا کرتے تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نافع تابعی رحمہ اللہ بھی تہجد کو وتر کہتے تھے؟

چوتھی بات یہ کہ احناف کے متقدمین علما اس بات کے اقراری تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے سواری پر اصطلاحی وِتر ہی ادا کیے تھے۔ آئندہ اعتراض کے ضمن میں امام طحاوی حنفی کا یہ اعتراف آپ ملاحظہ فرمالیں گے۔ آپ ﷺ کے سواری پر وِتر سے مراد تہجد لینا خالص کشمیری اختراع ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی مسلمان نے ایسا نہیں کہا۔

پانچویں بات یہ کہ سعید بن یسار تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث سن کر کوئی معارضہ نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ میں نے تو وتر ادا کیا ہے، جبکہ آپ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق تو رسولِ اکرم ﷺ سواری پر وتر نہیں، بلکہ تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ پھر ائمہ دین اور فقہائے امت کا فہم اس پر مستزاد ہے۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابن خزیمہ وغیرہم رحمہم اللہ کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سواری پر وتر کو «بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ» (سواری پر وتر پڑھنے کا بیان) کی تبویب کر کے اصطلاحی وتر ہی سمجھا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجتہاد اور ان کی فقاہت کا اعتراف کرتے ہوئے تو خود انور شاہ

کشمیری صاحب نے لکھا ہے:

«فَإِنَّهُ لَيْسَ بِمُقَلِّدٍ لِلْأَحْنَافِ وَالشَّافِعِيَّةِ»

''امام بخاری رحمہ اللہ حنفی یا شافعی مقلد نہیں تھے۔''

(العرف الشذي : ١٠٦/١)

یعنی ان احادیث میں وتر سے اصطلاحی وتر ہی مراد ہے، مجتہدین امت کا یہی فیصلہ ہے، ایسا نہیں کہ ہم احناف کی مخالفت میں ایسا کر رہے ہیں۔ جن محدثین کرام نے احادیث پر فقہی تبویب کی ہے، سب نے اس حدیث سے اصطلاحی وِتر ہی مراد لیا ہے۔

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی مقلدین واضح احادیث کی باطل تاویلات پر اُتر آتے ہیں، کیونکہ انہوں نے حدیث کے خلاف اپنے امام کی ''لا یجوز'' کی لاج جو رکھنی ہے، خواہ انہیں منکرینِ حدیث کا انداز ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔ ہم تو حدیث کی مخالفت پر ایسے لوگوں سے وہی سوال کریں گے جو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن یسار تابعی سے سواری پر وتر نہ پڑھنے پر فرمایا تھا کہ:

«أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ»

''کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ قابل عمل نہیں ہے؟''

فرق صرف یہ ہے کہ سعید بن یسار تابعی رحمہ اللہ نے تو حدیث کا علم نہ ہونے کی بنا پر ایسا کیا تھا، لیکن ہمارے احناف بھائی نہ صرف حدیث کو بہ خوبی جانتے بوجھتے ایسا کرتے ہیں، بلکہ اس سنت سے روکنے کے لیے ایسے اوچھے ہتھکنڈے بھی اپناتے ہیں، جن سے فہم صحابہ و فقاہت فقہائے امت کی فقاہت پر سخت زد آتی ہے۔ اہل

انصاف سے غور وفکر کی دردمندانہ اپیل ہے!

اعتراض نمبر 2:

امام طحاوی حنفی لکھتے ہیں:

«فَيَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ مَا رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ وِّتْرِهٖ عَلَى الرَّاحِلَةِ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَبْلَ تَأْكِيدِهٖ إِيَّاهُ، ثُمَّ أَكَّدَهٗ مِنْ بَعْدِ نَسْخِ ذٰلِكَ»

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری پر وِتر پڑھنا ذکر کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ وِتر کی تاکید (وجوب) سے پہلے کا واقعہ ہو، پھر اس کے نسخ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وِتر کی تاکید کردی ہو۔''

(شرح معاني الآثار: ١/٤٣٠)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کے دعویٔ نسخ پر شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

«لٰكِنَّهٗ يُكْثِرُ مِنِ ادِّعَاءِ النَّسْخِ بِالِاحْتِمَالِ»

''لیکن امام طحاوی محض احتمال کی بنا پر بکثرت نسخ کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں۔''

(فتح الباري في شرح صحيح البخاري: ٩/٤٨٧)

جب اپنا فقہی مذہب حدیث کے خلاف ہو اور کوئی جواب نہ بن پڑے تو آلہ نسخ کا بلادریغ استعمال کرتے ہوئے احادیث کو ردّ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ نماز وتر کے وجوب کی حقیقت ایک مفروضے سے بڑھ کر نہیں، دلائل شرعیہ یہی

بتاتے ہیں کہ نماز وتر نفل ہی ہے۔ دوسرے کوئی احناف سے پوچھے کہ نماز وتر کی تاکید کب ہوئی؟ جب تک ٹھوس قرائن وشواہد سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کون سا معاملہ پہلے کا اور کون سا بعد کا ہے، اس وقت تک نسخ کا دعویٰ ہی مردود ہوتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) سواری پر وتر پڑھنے کو منسوخ کہنے کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«وَلَا يَجُوزُ دَعْوَى النَّسْخِ فِيمَا رُوِّينَا فِي ذٰلِكَ، بِمَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوِتْرِ، مِنْ غَيْرِ تَارِيخٍ، وَلَا سَبَبٍ، يَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ»

''وِتر کی تاکید والی حدیث سے سواری پر وِتر کی ادائیگی کے بارے میں مروی حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ جائز نہیں۔ دعویٰ نسخ پر وقت کا علم، کوئی تاریخ یا کوئی سبب موجود نہیں۔''

(معرفة السنن والآثار : ٤٤٨/٣)

نیز فرماتے ہیں:

«وَمَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوِتْرِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ أَوَّلُ مَا شَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ، وَإِنَّمَا صَلَّاهَا عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ مَا شَرَعَهَا، وَأَخْبَرَ أُمَّتَهُ بِأَمْرِهِمْ بِهَا، إِنْ ثَبَتَ الْحَدِيثُ عَنْهُ، فَكَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ نَاسِخًا لِّمَا صَنَعَ فِيهَا بَعْدَهُ؟»

''وِتر کی تاکید کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نمازِ وتر کی مشروعیت کے بالکل آغاز کی بات ہے، جبکہ سواری پر وِتر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشروعیت اور اس

کی تاکید کے بعد پڑھے ہیں۔ پھر یہ تاکید آپ ﷺ کے بعد والے عمل (سواری پر وِتر) کو کیسے منسوخ کرسکتی ہے؟۔''

(معرفة السنن والآثار : ٤٤٧/٣)

اہلِ خرد انصاف کریں کہ صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو نبی اکرم ﷺ کے سواری پر وِتر ادا کرنے کو امت کے لیے بیان کرتے ہیں، وہ خود آپ ﷺ کی وفات کے بعد سواری پر وتر ادا کرتے تھے اور اسے اسوۂ حسنہ قرار دے کر دوسروں کو اس کی تاکید بھی کرتے تھے۔ اگر سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ ہو چکا تھا تو انہیں کیوں علم نہ ہوا؟ امام طحاوی حنفی سے پہلے، سوا تین سو سال تک، کسی امام وفقیہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ ہو چکا ہے۔ اس پر مستزاد کہ امام بیہقی رحمہ اللہ جیسے محدثِ شہیر نے اس کا سختی سے علمی ردّ بھی کر دیا ہے۔

علامہ عبدالحیٔ حنفی نے بھی امام طحاوی کے دعوئ نسخ کا ردّ کرتے ہوئے لکھا ہے:

«وَفِيهِ نَظَرٌ لَّا يَخْفٰى، إِذْ لَا سَبِيلَ إِلٰى إِثْبَاتِ النَّسْخِ بِالِاحْتِمَالِ مَا لَمْ يُعْلَمْ ذٰلِكَ بِنَصٍّ وَارِدٍ فِي ذٰلِكَ»

''امام طحاوی حنفی کا دعوئ نسخ واضح طور پر مردود ہے، کیونکہ نسخ کبھی بھی احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا، جب تک اس بارے میں قرآن وسنت کی واضح تعلیمات معلوم نہ ہو جائیں۔''

(التعليق الممجّد على مؤطّإ مالك : ١٣٣)

تنبیہ :

اگر کوئی کہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے:

«إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَيُوتِرُ بِالْأَرْضِ، وَيَزْعَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ»

''وہ سواری پر (نفل) نماز ادا کرتے تھے، پھر وتر زمین پر ادا فرماتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔''

(شرح معاني الآثار للطحاوي: ۴۲۹/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

تو ایسا کرنا بالکل جائز اور درست ہے۔ سواری پر وِتر ادا کیے جائیں یا زمین پر، دونوں صورتیں بالکل درست ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل کو سواری پر وِتر ادا کرنے کے خلاف پیش کرنا دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں، کیونکہ ہم ان سے سواری پر وِتر ادا کرنے کے بارے میں ان کے کئی شاگردوں کی صحیح الاسناد روایات پیش کر چکے ہیں۔

اگر پھر بھی کسی کو کوئی شبہ ہو تو وہ یہ روایت پڑھ لے، نافع رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

«إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَرُبَّمَا نَزَلَ»

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وتر ادا فرماتے اور کبھی نیچے اُتر کر۔''

(تهذيب الآثار للطبري: ۵۴۱/۱، سنن الدارقطني: ۳۳۹/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ وہ سواری پر وتر کو ناجائز سمجھتے تھے، کیونکہ خود ان سے سواری پر وِتر ادا کرنا بھی ثابت ہے، یعنی وہ حدیثِ رسول کی روشنی میں دونوں صورتوں کو جائز سمجھتے

تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

«أَمَّا نُزُولُ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ حَتّٰى أَوْتَرَ بِالْأَرْضِ، فَمِنَ الْمُبَاحِ، إِنْ شَاءَ الَّذِي يُصَلِّي الْوِتْرَ صَلّٰى عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَإِنْ شَاءَ صَلّٰى عَلَى الْأَرْضِ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلَ يُجْزِيهِ، وَقَدْ فَعَلَ ابْنُ عُمَرَ الْفِعْلَيْنِ جَمِيعًا، رُوِّينَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَرُبَّمَا نَزَلَ، وَالْوِتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ جَائِزٌ، لِلثَّابِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ أَوْتَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَيَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ»

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا جواز کی دلیل ہے۔ وِتر پڑھنے والا چاہے تو سواری پر پڑھ لے اور چاہے تو اُتر کر۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں طرح سے وِتر پڑھے ہیں۔ ہمیں یہ روایت مل گئی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وِتر ادا فرماتے اور کبھی اُتر کر۔ سواری پر وتر ادا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث کی بنا پر جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وتر نفل ہے، جن لوگوں نے اہل علم (سلف صالحین) اور سنت کی مخالفت میں وتر کو فرض سمجھا ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: ٢٤٧/٥)

امام طبری رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

«وَأَمَّا مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ نَزَلَ، فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَا حُجَّةَ فِيهِ لِمُحْتَجٍّ بِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى جَائِزًا لِّلْمَرْءِ أَنْ يُّوتِرَ رَاكِبًا، وَأَنَّهُ كَانَ يَرٰى أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ كَسَائِرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ جَائِزٌ أَنْ يَّكُونَ نُزُولُهُ لِلْوِتْرِ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ اخْتِيَارًا مِنْهُ ذٰلِكَ لِنَفْسِهِ، وَطَلَبًا لِّلْفَضْلِ لَا عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ عِنْدَهُ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا يَجُوزُ غَيْرُهُ، هٰذَا لَوْ لَمْ يَكُنْ وَّرَدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ خَبَرٌ، فَكَيْفَ وَالْأَخْبَارُ عَنْهُ بِخِلَافِ ذٰلِكَ مِنَ الْفِعْلِ مُتَظَاهِرَةٌ؟»

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو یہ روایت ہے کہ وہ رات کو نفل نماز سواری پر ادا فرماتے اور جب وِتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اُتر کر زمین پر ادا کرتے، اس میں کسی کے لیے یہ دلیل نہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وِتر کو ناجائز سمجھتے ہوئے کرتے تھے یا وہ وِتر کو فرضی نمازوں کی طرح فرض سمجھتے تھے، بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زمین پر اُتر کر زیادہ ثواب کے لیے ایسا کرتے تھے، اس لیے نہیں کہ وہ اسے ضروری سمجھتے تھے۔ اگر اُن سے اس کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو تو بھی اس روایت سے یہی ثابت ہوگا، چہ جائیکہ اس کے خلاف اُن سے (سواری پر وِتر ادا کرنے کی) بہت سی روایات ثابت ہیں۔''

(تهذيب الآثار : ١/٥٤١)

امام بیہقی رحمہ اللہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سواری سے اُتر کر وِتر پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

«وَقَدْ ذَكَرْنَا ــــ وِتْرَ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنُزُولُ ابْنِ عُمَرَ لِوِتْرِهٖ لَا يَرْفَعُ جَوَازَهٗ عَلَى الرَّاحِلَةِ»

''ہم ذکر کر چکے ہیں کہ۔۔۔سیدنا علی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سواری پر وِتر ادا فرماتے تھے۔جبکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا سواری پر وِتر ادا کرنے کے جواز کو ختم نہیں کرتا۔''

(معرفة السنن والآثار ٣/٤٤٨)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل کے بارے میں فرماتے ہیں:

«وَوِتْرُهٗ عَلَى الْأَرْضِ فِيمَا لَا يَنْفِي أَنْ يَّكُونَ قَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيْضًا، ثُمَّ جَاءَ سَالِمٌ وَّنَافِعٌ وَّأَبُو الْحُبَابِ، فَأَخْبَرُوا عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ»

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زمین پر وِتر ادا کرنا اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ وہ سواری پر بھی وِتر ادا فرمایا کرتے تھے۔پھر سالم، نافع اور ابوالحباب نے یہ بیان بھی کر دیا ہے کہ وہ سواری پر وِتر ادا فرمایا کرتے تھے۔''

(شرح معاني الآثار : ۱/۴۳۰)

شارحِ بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

«قَالَ الطَّحَاوِيُّ : ذُكِرَ عَنِ الْكُوفِيِّينَ أَنَّ الْوِتْرَ لَا يُصَلّٰى عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَهُوَ خِلَافُ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ، وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِرِوَايَةِ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُعَارِضٍ، لِكَوْنِهِ أَوْتَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، لِأَنَّهُ لَا نِزَاعَ أَنَّ صَلَاتَهُ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلُ»

''امام طحاوی نے کوفیوں سے یہ بات ذکر کی ہے کہ سواری پر وِتر نہ پڑھے جائیں۔ یہ بات ثابت شدہ سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے امام مجاہد کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے اُتر کر زمین پر وِتر ادا کیے۔ لیکن یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سواری پر وِتر ادا کرنے کے خلاف نہیں، کیونکہ بالاتفاق زمین پر وِتر کرنا افضل ہے۔''

(فتح الباري : ۲/۴۸۸)

اعتراض نمبر 3 :

جناب تقی عثمانی دیوبندی حیاتی لکھتے ہیں:

''امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ وِتر کو قدرت علی القیام کی صورت میں قاعداً (بیٹھ کر) پڑھنا جائز نہیں، جس کا تقاضا ہے کہ وتر علی الراحلہ (سواری پر) بطریق اولیٰ ناجائز ہو، کیونکہ

راحلہ(سواری) پر نماز نہ صرف قیام سے بلکہ استقبالِ قبلہ اور قعود(بیٹھنے) کی ہیئتِ مسنونہ سے بھی خالی ہوتی ہے۔''

(تقریر ترمذی : ۱/۲٤٤)

''عقل بڑی کہ بھینس؟'' کی مصداق یہ وہ رائے ہے جس کی محدثین کرام مذمت کرتے ہیں۔صحیح وصریح سنتِ نبوی کے خلاف یہ قیاس کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔جب نبی اکرم ﷺ نے سواری پر نمازِ وتر ادا کی ہے تو پھر یہ اعتراض کیسا؟ نبی اکرم ﷺ کی سواری پر نماز جائز تھی یا ناجائز؟ اگر جائز تھی تو اس حیلہ وحجت سازی کا کیا جواز؟

اعتراض نمبر 4 :

شارحِ ہدایہ، ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

«إِنَّهُ وَاقِعَةُ حَالٍ، لَا عُمُومَ لَهَا، فَيَجُوزُ كَوْنُ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ، وَالِاتِّفَاقُ عَلٰى أَنَّ الْفَرْضَ يُصَلّٰى عَلَى الدَّابَّةِ لِعُذْرِ الطِّينِ وَالْمَطَرِ وَنَحْوِهِ»

''یہ خاص واقعہ ہے،اس میں عموم نہیں۔ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی عذر کی بنا پر سواری پر وِتر ادا کیا ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری میں فرائض سواری پر ادا کیے جاسکتے ہیں۔''

(فتح القدیر : ۱/۳۷۱)

راویٔ حدیث،صحابیٔ جلیل،سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اسے اُسوۂ حسنہ قرار دے کر یہ تعلیم دے رہے کہ سواری پر وِتر جائز ہے اور اس کے

خلاف ابن ہمام صاحب اسے ایک خاص واقعہ کہہ کر سواری پر وِتر کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ائمہ محدثین کے فہم کے مطابق یہ سنتِ رسول ہے،جبکہ احناف بغیر دلیل شرعی کے نماز وتر کی سواری پر ادائیگی کو ناجائز کہتے ہیں۔اسی بنا پر محدثین کرام ان کو مخالفِ سنت سمجھتے ہیں۔

کیا صحابہ وتابعین اور ائمہ دین میں سے کسی کو یہ بات معلوم نہ ہوسکی کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے؟ صرف ابن ہمام کو یہ بات سوجھی ہے۔

یہ ہے تقلید کا بھیانک انجام کہ مقلدین کو اپنے امام کا بے دلیل مذہب بچانے کی خاطر کتنے پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں اور نتیجے میں سوائے سنت کی مخالفت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تقلید اور تعصب کو چھوڑ کر ہمیں سنتِ رسول پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔